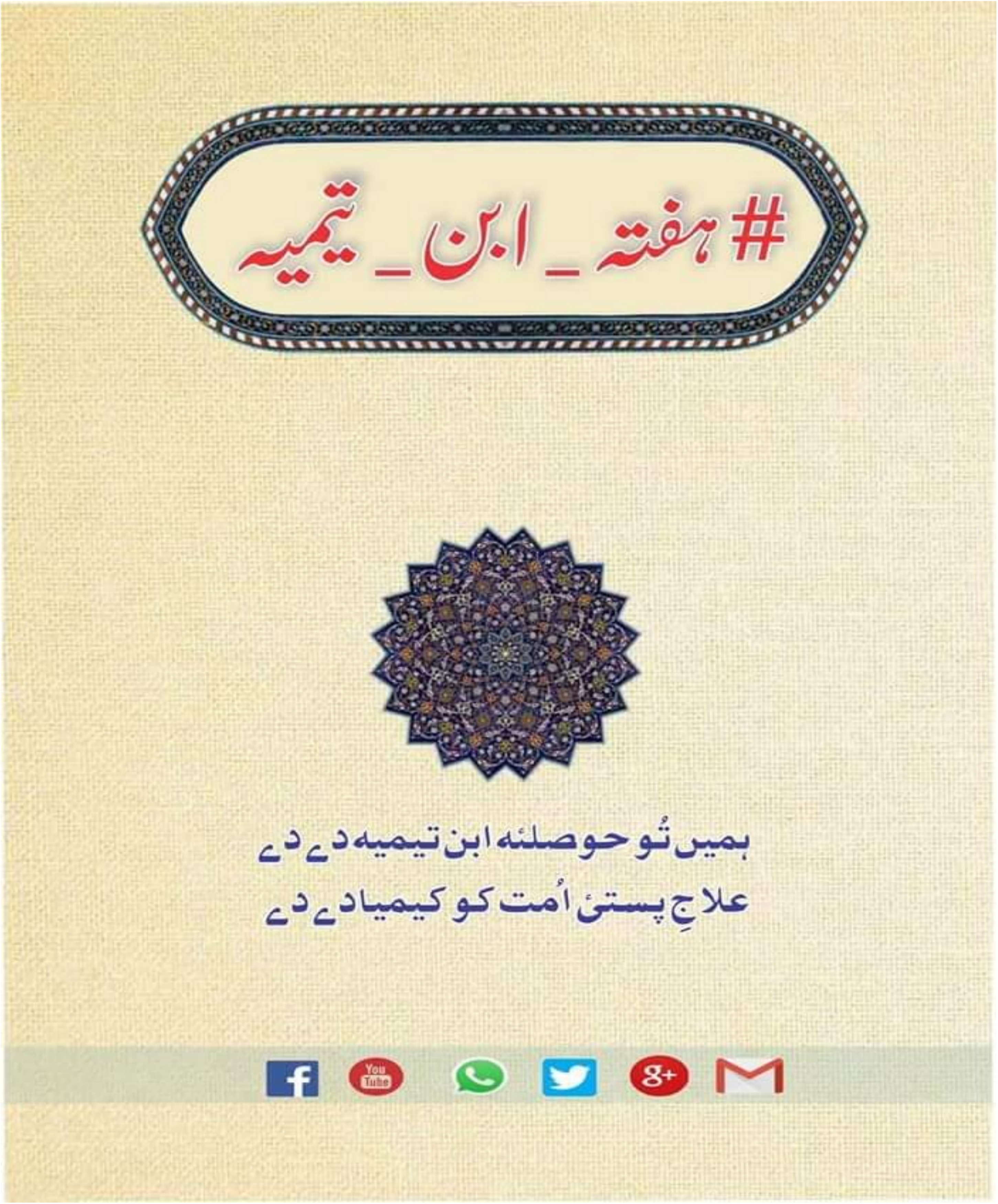
#ہفتہ_ابن_تیمیہ
ہمیں تُو حوصلئہ ابن تیمیہ دے دے
علاجِ پستئ اُمت کو کیمیا دے دے

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

ہمیں تُو حوصلۂ ابنِ تیمیہؒ دے دے

علاجِ پستیٔ اُمّت کو کیمیا دے دے

زاہد سعید

طالب الخیر: اویس خان سواتی

مقدمہ

از فیضان فیصل

الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين. أما بعد :

شیخ الإسلام أحمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ الحراني رحمہ اللہ (661 - 728ھ) اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے. اھل السنۃ والجماعۃ آپ کے زمانے سے لے کر آج تک اس بات کا اقرار کرتے آئے ہیں کہ آپ میں 'مجدد" کی تمام علامات, "مجاہد" کی تمام صفات اور " مجتہد" کی تمام شرائط جمع تھیں!

امام ذھبي رحمہ اللہ نے ایک جگہ کہا ہے: "فلو حلفت بين الركن والمقام لحلفت: إني ما رأيت بعيني مثله، وأنه ما رأى مثل نفسه."

[ذیل طبقات الحنابلۃ لابن رجب: ۴/۳۹۰]

اگر میں رکنِ یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم اٹھاتا تو کہتا کہ میری آنکھ نے ابن تیمیہ جیسا کوئی نہیں دیکھا اور خود ابن تیمیہ نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا!

ابن تیمیہ رحمہ اللہ واقعی شیخ الإسلام تھے. خیر القرون کے بعد علم وعمل کی دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا گیا. اللہ کے نور پر زندہ رہے اور اللہ کے نور کے ساتھ امر ہو گئے!

حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب بات کہی:

"لما اجتمعت بابن تيمية رأيت رجلاً كل العلوم بين عينيه يأخذ ما يريد ويدع ما يريد."

[غاية الأماني للآلوسي:٢/١٥٦]

جب میں نے ابن تیمیہ پر نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ تمام علوم ان کی آنکھوں کے سامنے تھے, جو چاہتے اٹھا لیتے اور جو چاہتے چھوڑ دیتے.

میں اس امام ربانی کا کیا تعارف کراؤں کہ جن کے مناقب پر باقاعدہ کتب لکھی گئیں. جس کسی نے تعصب سے ہٹ کر آپ کو پڑھا وہ بلا تفریق مکتب ومسلک آپ کا ہو کر رہ گیا. حتی کہ قاضي بھاء الدين السبكي رحمہ اللہ کو کہنا پڑا:

"والله يا فلان ما يبغض ابن تيمية إلا جاهل أو صاحب هوى فالجاهل لا يدري ما يقول وصاحب الهوى يصده هواه عن الحق بعد معرفته به."

[الرد الوافر لِابن ناصر الدین:۹۹]

اے شخص! خدا کی قسم ابنِ تیمیہ سے بغض یا تو جاہل رکھے گا یا خواہش پرست. پس جاہل کو یہ سمجھ ہی نہیں کہ ابنِ تیمیہ نے کیا کہا اور خواہش پرست کو اس کا نفس حق قبول کرنے سے روک رکھتا ہے!

لہذا ہر دور میں جہلاء اور بندگانِ نفس نے ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض رکھا ہے. کبھی منفی پروپیگنڈوں کے ذریعے اور کبھی کفر و فسق کے واضح فتووں کے ساتھ مگر

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔

ہفتہ ابن تیمیہ منانے کی ضرورت بول ٹی وی چند جہلاء کی دشنام طرازیوں کے بعد محسوس ہوئی، جس پر عزیز دوست اویس خان سواتی حفظہ اللہ نے اہل محبت کو بلایا اور وہ کھنچے چلے آئے، اور ہفتہ مدح اہل بیت کی طریوں یہاں بھی خوب خوب باہمی محبتوں اور تعاون علی الخیر کا چلن رہا، احباب کرام خصوصا ابو بکر قدوسی، عبد الوہاب سلیم، شاہ رخ خان، حماد اثری، محسن ممتاز، عبد الماجد اعوان، ام فوذان، ام حبان، بلال شوکت آزاد، عاطف بیگ وغیرہ نے انتہائی خوش اسلوبی سے اس ہفتہ میں امام رحمہ اللہ کی زندگی کی مختلف گوشوں سے پردے اٹھائے، مولائے کریم ان کی کوششوں کو باور آور بنائے، بہر طور ایک امید ہو چلی ہے کہ

نو امید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ

کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

یہ ایک نیک شگون بھی ہے کہ نئی نسل اب اپنے اسلاف سے رشتہ مضبوط کرنا چاہتی ہے اور اپنے زور پر خیر کے کاموں میں خود کو صرف کرنے کے درپئے ہے، دعا ہے کہ اللہ کریم ان سے بہت سا کام دین کا لے لے۔

نوٹ: اس میں ہفتہ ابن تیمیہ ہیش ٹیگ پر موجود سب تحریریں جمع کی گئی ہیں، یقینا بہت ساری تحریریں بوجہ ہیش ٹیگ کی عدم یکسانیت رہ گئی ہیں، احباب اس طرف بالضرور توجہ دلائیں۔

2۔ بعض جگہوں پر تحریرنگاروں کے نام لکھ دیئے گئے ہیں، بعض رہ گئے ہیں، دو وجہوں سے، 1۔ تحریرنگار کی ذاتی خواہش 2۔ تحریرنگار کا نام نہیں معلوم

لہذا جن تحریروں پر کسی کا نام رہ گیا ہو، وہ رابطہ کریں آئندہ ایڈیشن میں ان کا نام لکھ دیا جائے گا۔ جزاکم اللہ خیرا

کون ابن تیمیہ ؟

اویس خان سواتی

(مختصر مگر جامع تعارف)

آیئے اور شیخ الاسلام تقی الدین احمد ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کو جانئے:

ولادت، نام و نسب:

آپ بغداد کی تباہی کے تقریباً چھ سال بعد حران شہر کے ایک علمی گھرانے میں 661 ھجری کو پیدا ہوئے۔ آپکا نام احمد، لقب تقی الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔ والد کا نام عبد الحلیم اور والدہ کا نام ست المنعم فاطمہ تھا۔ آپکا سلسلہ نسب یہ ہے:

تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن الخضر بن محمد بن الخضر بن علي بن عبد الله ابن تيمية الحراني۔

ابن تیمیہ کہلانے کی وجہ تسمیہ:

آپ کے نسب میں چھ پشت قبل آپ کے جد محمد بن الخضر کی والدہ کا نام تیمیہ تھا۔ جو کہ ایک بلند پایہ عالمہ تھیں۔ ان ہی کی نسبت سے یہ خاندنی نام (surname) مشہور ہوا۔

حران سے دمشق ہجرت:

آپکی عمر 6 سال کی تھی کہ جب تاتاریوں کے حملوں کے خوف سے دیگر اہل حران کی طرح آپکے خاندان نے بھی دمشق ہجرت کی۔ ان دنوں لوگ اپنا مال و متاع سمیٹ کر حران کو

الوداع کہہ رہے تھے، اور آپ کا خاندان اپنا مال چھوڑ کر علمی خزانہ یعنی کتابیں اٹھائے دمشق کی جانب رخت سفر باندھ رہا تھا۔ یہ کتب آپکی خاندانی میراث تھیں۔

تعلیم و تربیت:

روایات سے علم ہوتا ہے کہ آپکی تعلیم حران میں ہی شروع ہو چکی تھی مگر اصل تعلیم دمشق میں شروع ہوئی۔ گو کہ دمشق میں علماء کی کمی نہ تھی لیکن چونکہ آپ ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور آپکے والد بذات خود ایک بلند پایہ عالم، محدث وفقیہ تھے۔ لہذا آپ نے بنیادی تعلیم دار الحدیث السکریہ میں اپنے والد سے حاصل کی، جو وہاں شیخ الحدیث تھے۔ اسکے علاوہ آپ نے مدرسہ ابی عمر سے بھی تعلیم حاصل کی۔

سرعت حفظ:

اللہ نے آپ کے خاندان کو زبردست حافظے سے نوازا تھا۔ آپکے والد گرامی ساری زندگی بنا کتاب دیکھے لیکچرز دیتے رہے۔ اسی طرح آپکے خاندان کے دیگر افراد کا بھی یہی حال تھا۔ مگر آپ سب پر بازی لے گئے۔ آپ کے حافظے کے بلا مبالغہ سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارا مقصد محض آپ کی ذات کا تعارف ہے لہذا ہم یہاں ان واقعات کو نقل کرنے سے پرہیز کریں گے۔

المختصر! آپ کو اللہ رب العزت نے غضب کا حافظہ عطاء کر رکھا تھا۔ ہزاروں روایات مع سند زبانی یاد تھیں، ان گنت کتابیں حفظ کر رکھی تھیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ آپ علمی مباحث میں دلائل دیتے ہوئے شاذ ونادر ہی متعلقہ کتاب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کرتے تھے۔ اکثر اپنے حافظے پر ہی انحصار فرمایا۔

درس وتدریس اور علمی کیریئر:

ذولحجہ 682 ھجری کو اپنے والد کی وفات کے اگلے ہی روز حکومت کی جانب سے آپکا اپنے 30 والد کی جگہ بطور شیخ الحدیث تقرر کر دیا گیا۔ اس وقت آپکی عمر محض 21 سال تھی۔ جبکہ شیخ الحدیث ہونے سے 4 یا 2 سال قبل ہی قاضی دمشق نے آپ کو مفتی (فتویٰ دینے کا مجاز اور اہل) قرار دے دیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر سترہ یا انیس برس تھی۔

آپ نے اپنے والد کی جگہ جب دار الحدیث السکریہ میں دمشق کے علماء وعمائدین شہر اور عوام الناس کے اجتماع کے سامنے پہلا درس دیا تو ایک بسم اللہ پر ہی اتنے نکات بیان کئے کہ عامی حیران رہ گئے اور علماء آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ یوں پہلے درس نے ہی آپ کو علمی حلقوں میں روشناس کروا دیا۔

آپ کا بات کرنے اور سمجھانے کا ڈھنگ نہایت عام فہم ہوا کرتا تھا۔ ایک ایک بات کو بیسوں اینگلز سے بیان کرتے اور سمجھاتے، آپ کے لیکچرز فصیح وبلیغ اور دلائل سے مزین ہوا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ روایتی مدرسین کی طرح مخصوص ایٹوٹیوڈ میں اپنے طلباء کے ساتھ پیش نہیں آتے تھے بلکہ انہیں اعتماد دیا کرتے تھے۔

آپ نے اپنی خاندانی روایت کو زندہ رکھا اور بعد از نماز جمعہ بر سر منبر قرآن کی تفسیر سنانا شروع کی۔ یہ سلسلہ اتنا مشہور ہوا کہ لوگ دور دراز سے آپکی تفسیر سننے کے لئے آنے لگے۔۔۔ لوگوں کی اس پسندیدگی کی ایک بڑی وجہ آپ کی تفسیر کا عام فہم اور دلچسپ ہونا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ صرف سورہ نوح کی تفسیر ہی کئی سالوں تک جاری رہی۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ اپنی تفسیر میں واعظوں کی طرح جھوٹے قصوں اور منگھڑت روایات کا سہارا ہرگز نہیں لیتے تھے!

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ ایک مصلح کے روپ میں بھی سامنے آئے اور مختلف

فتنوں کے خلاف آواز اٹھائی، خاص کر فلسفہ، علم کلام، منطق و تصوف نے جو جمود کی گرد عالم اسلام پر ڈال رکھی تھی، اسکے خلاف بھرپور کام کیا۔ لوگوں کے ذہنوں سے فلسفے اور کلام کا خناس نکالا۔ آپ نے قرآن وحدیث کو کسوٹی بنایا اور فلسفے، کلام و تصوف کے اک اک مسئلے کو اس کسوٹی پر پیش کیا۔ جو چیز اس سے باہر نکلی اسے روند ڈالا۔۔۔۔ ان علمی خدمات نے آپکی شہرت پورے عالم اسلام میں پھیلا دیں۔ حق گوئی کے باعث آپکے دشمنوں کی بھی اچھی خاصی جماعت بن گئی۔ مگر اصول پسندی کا یہ عالم تھا کہ حکومت نے قاضی کا عہدہ پیش کیا مگر اپنی شرائط پر۔ آپ نے شرائط کی وجہ سے معزرت کرلی۔

شاتم رسول کے قتل کا فتویٰ:

ایک دفعہ دمشق کے ایک نصرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر دی۔ لوگ آپکے پاس معاملہ لے کر آئے تو آپ ایک شافعی عالم کے ہمراہ نائب امیر دمشق کے پاس پہنچے اور اس معاملے پر سخت ایکشن کا مطالبہ کیا۔ واپسی پر اس نصرانی کو مشتعل مسلمانوں نے پیٹ دیا۔ نائب امیر یہ سمجھا کہ عوام نے آپ اور آپکے ساتھی کے ورغلانے پر یہ کچھ کیا ھے، لہذا اس نے دونوں کو کوڑے لگا کر قید کر دیا۔ دیگر علماء اور حکام اس مسئلے پر بحث ہی کرتے رہے اور آپ نے دوران قید اس معاملے پر ایک پوری ضخیم کتاب لکھ ڈالی کہ جو "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" آج بھی موجود ہے۔ اس میں آپ نے شاتم رسول کی موت کی سزا موت قرار دی۔ آپ وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جن نے اس موضوع پر دلائل سے لبریز کتاب لکھی۔ عالم اسلام آپکا یہ احسان تا قیامت نہ بھول پائیں گے۔

جہاد کے میدانوں میں:

آخری عباسی خلیفہ کے رافضی وزیر ابن علقمی کی غداری کے باعث بغداد کی تباہی کے بعد ہلا کو

خان نے اپنے رافضی وزیر خواجہ نصیر الدین طوسی کی ترغیب پر شام کارخ کیا اور عین جالوت کے مقام تک سرزمین شام کو پامال کرتا گیا۔ اس مہم میں رومانیہ کے عیسائیوں اور رافضیوں نے اسکا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ مگر عین جالوت کے مقام پر منگولوں کو بدترین شکست ہوئی۔ اور منگول شام سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے دور میں ہلاکو خان کا پوتا قازان بن ارغون منگول سلطنت کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے ایک مسلمان وزیر کی کوششوں سے ایک لاکھ تاتاریوں / منگولوں سمیت مسلمان تو ہو گیا مگر اکثریت کے عقائد کفریہ ہی رہے۔ لوٹ مار، فسق وفجور انکے ہاں پہلے کی طرح عام تھا۔ اسکے علاوہ قوم / نسل پرستی کی لعنت ان میں ویسے ہی تھی۔ لہذا منگول / تارتار وغیر منگول / تارتار کی جنگ تاحال جاری تھی۔

مصر کی اندرونی سیاسی صورتحال کے باعث قازان کے دل میں مصر وشام پر لشکرکشی کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ جنگ کی تیاریاں کرنے لگا۔ ادھر مصر میں یہ اطلاعات پہنچ گئیں اور اطلاع ملتے ہی ادھر بھی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

چونکہ آپ ایک زبردست خطیب تھے۔ لہذا آپ نے دمشق میں 17 شوال 697 ھجری کو ایک تاریخی مجلس میں ہزاروں کے مجمعے میں منگولوں اور انکے ہمنوا رافضیوں اور عیسائیوں کے خلاف جہاد پر ایک زوردار تقریر کی۔ جس سے عوام الناس میں جہادی روح بیدار ہوئی۔۔۔۔!

لیکن آپکے مخالف علماء نے عوام الناس کو میدان جہاد سے دور رہنے کی اور عبادات وتوبہ استغفار کی نصیحت کرنا شروع کر دی۔ نیز، ان ہی علماء نے فتوے دیئے کہ جی منگول کلمہ گو مسلم ہیں لہذا ان سے جہاد حرام ہے۔۔۔ اس سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام کا جوش وجذبہ ٹھنڈا پڑ گیا اور منگولوں کا خوف بڑھتا چلا گیا، جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے بدترین شکست کھائی۔

لیکن آپ نے اس پر بھی ہمت نہ ہاری بلکہ قازان کو اسکے ظلم وستم ولوٹ مار سے روکنے اس

کے پاس گئے۔ اور اسکے منہ پر بنا لگی لپٹی کے کلمہِ حق کہا۔ قازان آپکی حق گوئی سے بے حد متاثر ہوا۔ جبکہ آپکے ساتھی آپکی زندگی کیلئے فکر مند تھے۔

قازان کے فتح اور لوٹ کھسوٹ کا مال سمیٹ کر واپس ہونے کے بعد دمشق میں ایک سیاسی انقلاب آیا اور دمشق کے مسلمان منگولوں اور انکے ہمنوا رافضیوں اور عیسائیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چن چن کر انتقام لیا۔ آپ نے بھی ایک مہم میں حصہ لیا جو کسروان کی پہاڑیوں میں بسنے والے شیعوں کے خلاف تھی۔ لیکن آپ نے وہاں بھی قتال سے قبل دعوت سے کام لیا۔ جس کا مثبت نتیجہ نکلا۔ بعض اپنے کفریہ عقائد سے تائب ہوگئے جبکہ باقیوں نے اپنے جرائم کی تلافی کی اور حکومت وقت سے وفاداری کا عہد کیا۔ اور یوں یہ مہم بنا خون خرابے کے اپنے انجام کو پہنچی۔

اس دوران منگولوں نے تیسری بار شام کا رخ کیا۔ آپ پھر سے دعوت جہاد میں مصروف ہوگئے۔ آپکے مخالفین پھر سے اپنی بلوں سے نکلے اور منگولوں سے لڑنا حرام قرار دے دیا۔ لیکن آپ نے ایک عظیم الشان مجلس میں منگولوں کے کفریہ عقائد کو واضح کیا اور ان سے جہاد فرض قرار دیا۔ اس سے مخالفین کا منہ بند ہوا اور سب جہاد کی تیاریوں میں جت گئے۔ اور جب فوجیں روانہ ہونے لگیں تو آپ ہر ایک کو فتح کی بشارت دیتے جاتے۔ اور خود بھی ہراول دستے میں موجود رہے۔

یکم رمضان المبارک کو مصری و شامی فوجیں مرج الصفر میں جمع ہوئیں۔ آپ نے فتویٰ دیا کہ جنگ کے خاتمے تک کوئی روزہ نہ رکھے۔ 2 رمضان المبارک کو باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔ اور دو دن جاری رہنے کے بعد 3 رمضان المبارک کو شام کے وقت منگولوں کی بدترین شکست پر ختم ہوئی۔

شوق شہادت:

جنگ کے دوسرے دن آپ نے اپنی فوج کے ایک کماندار سے فرمائش کی کہ مجھے موت کی جگہ دکھاو۔ وہ آپکو ایک ایسی جگہ لے گیا کہ جہاں منگولوں کے تیر بارش کی مانند برس رہے تھے۔ آپ اس جانب عقاب کی طرح لپکے اور دشمنوں کی صفوں میں جا گھسے۔ اور بعد از فتح ہی لوگوں کو نظر آئے۔۔۔! یہ جنگ "واقعہ شقحب" کے نام سے مشہور ہے۔

مجددانہ خدمات:

جنگ کے خاتمے پہ امراء و حکام نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اسکی بڑی وجہ آپ کی دلیری، دعوت جہاد اور فتح مبین کی پیشن گوئی تھی۔ آپکو بڑے سے بڑے عہدے کی پیشکش کی گئی۔ مگر آپ نے معزرت کر لی۔

آپ عہدے نہیں عوامی اصلاح چاہتے تھے۔ لہذا آپ نے پھر سے علمی میدان سنبھالا اور سب سے پہلے مسلمانوں میں عام شرکیہ و کفریہ عقائد و نظریات اور رسومات کارد کیا۔ عوام الناس کی اصلاح پہ زور دیا اور بہت سی خرافات کا خاتمہ کیا۔

اس دور کے صوفیاء میں ایک فرقہ فقراء رفاعیہ ہوا کرتا تھا۔ یہ ٹھگ اور شعبدہ باز قسم کے مجزوب و ملنگ لوگ تھے۔ آپ نے انکے ساتھ بھی مناظرہ کیا، انکارد کیا اور انکی اصلاح کی۔ ساتھ ہی مین اسٹریم صوفیاء کے بہت سے کفریہ و شرکیہ نظریات اور غیر شرعی اصولوں کارد کیا۔

اسکے علاوہ عوام الناس میں پھیلتے شیعہ نظریات و عقائد پر دلائل کے ہتھوڑے برسائے۔ روافض کے دجل اور علمی ہیر پھیر کو بے نقاب کیا اور صحابہ کرام کے خلاف انکی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا۔۔۔!

اجتہادی میدان اور فن حدیث میں بھی آپ کا کام گراں قدر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ

علوم عقلیہ کی خرافات کے خلاف جہاد میں بھی صف اول میں نظر آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے شخصیت پرستی اور اندھی تقلید پر شدید تنقید کی اور عوام کو تقلید کے بجائے اتباع اور علماء کو اجتہاد کرنے پر ابھارا۔۔۔!

آخری وقت میں آپ نے صرف عقائد پر توجہ مبذول رکھی اور اس ہی پر کام کیا۔ بڑے بڑے علماء کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی۔ کچھ قائل ہوئے، اکثر مخالف ہو گئے۔ لیکن آپ دعوت حق سے دستبردار نہ ہوئے۔ لہذا آپ کے خلاف متعصبین کا بغض بڑھتا گیا۔ اور یہیں سے آخر فتنے نے اپنے پر نکالے۔

کفر / ارتداد کا فتویٰ، قید اور وفات:

جب مخالفین آپ سے دلائل کے میدان میں ہار گئے تو ان نے زیر زمین سازشیں تیار کرنا شروع کیں۔ اور موقع کی تلاش میں لگ گئے۔ موقع تھا، جو آخر مل ہی گیا۔ وہ ایسے کہ مصر کے ایک عالم دین نے فتویٰ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کیلیئے پکارنا حرام ہے۔۔۔ ان کے فتوے پر ایک شور کھڑا ہوا اور بد عقیدہ ملاؤں کے بھڑکانے پر عوام الناس نے ان عالم کو پیٹ دیا۔ پھر بد عقیدگی کے زیر اثر حکومت نے ان عالم کو ملک بدر کر دیا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا، جس کی وجہ سے بد عقیدوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ فضا سازگار تھی، یہاں سازش کا بھیج اپنا پھل دے سکتا تھا، شیخ الاسلام بھی چوں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو حرام جانتے تھے، لہذا مخالفین نے ماحول، ہوا اور عوامی مزاج کو سازگار جان کر داؤ کھیلا اور آپ کو "گستاخ رسول" ڈکلیئر کر دیا۔ اور دلیل میں آپ کا ایک 17 سال پرانا فتویٰ نکال لائے کہ جی ابن تیمیہ زیارتِ قبر رسول کو حرام قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اس فتوے میں سوال قبر رسول کی زیارت کی نیت سے سفر کے متعلق تھا۔ بہر حال، دمشق میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

جب یہ شور مصر پہنچا تو آپکے 17 بڑے بڑے مخالفین نے آپ پر یہ کہہ کر کفر / ارتداد کا فتویٰ

جڑ دیا کہ یہ شخص (ابن تیمیہ) رسول اللہ کی قبر کی زیارت سے روکتا ہے۔ یہ نبی کی شان میں تنقیص ہے جو کہ واضح کفر / ارتداد ہے اور اسکی سزا موت ہے۔۔۔ حکومت وقت نے اب الوقتوں کے پریشر میں آکر آپ کو دمشق کے ایک قلعے میں قید کر دیا۔

قید میں بھی مگر آپ فارغ نہ بیٹھے، بلکہ تحقیق و تصنیف میں مشغول رہے۔ مخالفین کو خبر ہوئی تو لکھنے کا سامان ضبط کروا دیا۔ کارندے آئے اور شیخ سے قلم و دوات لے گئے، مگر کاغذ کو ساتھ لیجانا بھول گئے۔ آپ نے کوئلوں کی مدد سے ان صفحات پر لکھنا شروع کر دیا۔۔۔ کئی کتابیں آپ نے جیل میں لکھی ہیں۔ بس یوں ہی قفس میں شب و روز گزرتے رہے، یہ قید دو سال، تین ماہ اور کچھ دنوں پر محیط رہی۔

پھر ذوالقعدہ 728 ھجری کے ابتداء میں بیمار پڑ گئے اور بالاخر بیس پچیس دن کی مختصر علالت کے بعد 28 ذوالقعدہ کی شب علم و عمل کا یہ آفتاب، جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

.... خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تصنیفات و تلامذہ:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی تصانیف تقریباً ہزار تک پہنچتی ہیں، جن میں بہت سی کتب دستیاب نہیں ہو سکیں، اور بعض کتابیں دیگر کتابوں میں ضم کر دی گئی ہیں، فتاویٰ ابن تیمیہ آپکے فتووں کے مجموعے کا نام ہے کہ جس کی چالیس جلدیں ہیں۔ اسکے علاوہ الصارم المسلول علی شاتم الرسول اور منہاج السنہ آپکی مشہور کتابیں ہیں، جبکہ آپ کے مشہور شاگردوں میں ابن قیم، حافظ ذہبی جیسے نابغہ روزگار اور ابن کثیر جیسے مورخ و مفسر شامل ہیں۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

اویس خان سوات

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا تعارف

حافظ عمر السلفی

والد رحمہ اللہ شہاب الدین عبد الحلیم ابن تیمیہ رح عالم اور محدث، مفتی اور عظیم مدرس تھے۔۔۔

اس پورے خاندان کی ایک امتیازی شان یہ تھی کہ اللہ کریم نے ان کو محیر العقول حافظے نصیب کیے تھے۔

ان کے والد رح کے حافظے کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کتاب سے درس نہیں دیا کرتے تھے۔۔۔ زبانی برجستہ صفحات کے کے صفحات اپنے درس میں سناتے تھے۔

اس نامور علمی اور مذھبی خاندان میں پیر کے دن 10ربیع الاول 661ھ میں احمد تقی الدین ابن تیمیہ رح کی ولادت ہوئی۔

زمانہ ولادت۔

جس زمانہ میں شیخ الاسلام کی ولادت ہوئی یہ وہ زمانہ تھا۔۔

جس میں تاتاریوں کی غارتگری اور عالم اسلام کو زیر کرنے کا نامسعود زمانہ تھا۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح سات سال کے تھے کہ ان کی وطن حران پر تاتاریوں نے یورش کی۔

اس شورش کے دنوں میں جہاں اور بیت سارے شرفاء علماء کے سینکڑوں خاندان نے ہجرت کی۔

وہی ابن تیمیہ رح کی خاندان نے بھی حران کو چھوڑ کر دمشق کی طرف رحت سفر باندھا۔

دمشق پہنچ کر دمشق کے اھل علم کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان کا استقبال کیا۔

چونکہ علماء دمشق ابوالبرکات مجد الدین ابن تیمیہ رح کی علم و فضل سے واقف تھے۔

تو انہوں نے ان کو دمشق کے سب بڑے علمی مرکز جامع اموی میں درس پر مامور کیا۔۔

صغر سن احمد ابن تیمیہ رح نے بہت جلد قرآن کریم حفظ کیا۔۔

اور حدیث فقہ عربی ادب کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔

باوجود نو عمری کے دادا رح اور والد رح کی علمی اور نکتہ سنج مجالس میں نہ صرف شرکت بلکہ اپنی ذھانت کا لوہا منواتے۔

ویسے تو قوت حافظہ میں پورا خاندان ابن تیمیہ ضرب المثل تھا لیکن۔

ان سب میں سے شیخ الاسلام رح سبقت لے گئے تھے۔

ابن تیمیہ کون تھے؟

ابوالحسن علی میاں ندوی

علمی ودرسی حلقوں میں صدیوں سے ایک ایسا جمود طاری تھا کہ اپنی گروہ کے فقہی دائرہ سے سر موقدم نکالنا جرم سمجھا جاتا تھا، قرآن وحدیث کو ان فقہی مسلکوں اور اپنے گروہ کی عینک سے دیکھنے کا رواج عام تھا، فقہی اختلافات میں قرآن وحدیث کو حکم بنانے کی بجائے قرآن و حدیث کو ہر حال میں ان کے مطابق کرنے کی کوشش کی جاتی تھی، ترجیح واختیارات فقیہ کا دروازہ بھی عملا بند تھا، زمانہ اور حالات کے تغیر کے ساتھ بہت سے نت نئے مسائل درپیش تھے، جن میں فتوی دینے کے لئے اسلام کے پورے فقہی ذخیرہ پر وسیع نظر، کتاب وسنت پر عبور، قرون اولیٰ کے تعامل پر اطلاع اور اصول فقہ سے گہری واقفیت کی ضرورت تھی، لیکن عرصہ سے علم و نظر اور مطالعہ محدود ہوتا چلا جارہا تھا، قوائے فکریہ مضمحل ہورہے تھے، اور کوئی عالم نئے مسائل کے استنباط کی جراءت نہیں کررہا تھا، اسلامی قانون اور فقہ اپنا نمو اور ارتقا کی صلاحیت کھوچکے تھے، اور قدیم فقہی ذخیرہ میں اضافہ ناممکن سمجھا جانے لگا تھا، اس صورت حال کی اصلاح کے لئے بھی ایک ایسے محدث وفقیہ اور اصولی کی ضرورت تھی، جو پورے اسلامی کتب خانہ اور اس کے علمی ذخیرہ کا جائزہ لے چکا ہو، قرآن وحدیث کا اس کو ایسا استحضار ہو کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے ہوں، حدیث کی اقسام اور اس کے مراتب اور اس کے مجموعوں پر اس کی ایسی نظر ہو کہ کہنے والے کہیں کہ جس حدیث کو یہ شخص نہیں

جانتا وہ حدیث ہی نہیں، فقہاء کے اختلافات اور ان کے ماخذ و دلائل اس کو ہر وقت مستحضر رہیں، اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب اور ان کی جزئیات سے وہ ان مذاہب کے اہل درس وفتوی سے زیادہ باخبر ہو، قوت استنباط اور ذاتی تحقیق کے ساتھ سلف کے دائرہ میں محدود اور ائمہ مجتہدین کا مرتبہ شناس اور ان کا خوشہ چین ہو، لغت میں محقق اور زبان کے معاملہ میں نقاد اور مبصر ہو، نحو میں اس کو یہ درجہ حاصل ہو کہ ائمہ فن و مصنفین نحو کی بے تکلف غلطیاں نکالتا ہو، اس کا حافظہ محدثین اولین کی یاد تازہ کرتا ہو، اس کی ذکاوت قدرت خداوندی کی ایک نشانی، اس کا علم فیاض ازل کی فیاضی کی ایک دلیل، اس کی ذات امت مسلمہ کی مردم خیزی، درخت اسلام کی شادابی اور علوم اسلامیہ کی زندگی اور تازگی کا ثبوت ہو،۔۔۔

اس کے ساتھ وہ زندگی کے عملی میدان کا بھی شہسوار ہو، صاحب قلم بھی ہو اور صاحب سیف بھی ہو، سلاطین وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے سے اس کو باک نہ ہو، اور تاتاری جیسے خونخوار دشمن کے مقابلہ میں لشکر اسلام کی قیادت کرنے سے اس کو عذر نہ ہو، درس کے حلقوں کتب خانہ کے گوشوں، مسجد کی خلوتوں، مناظرہ کی مجلسوں سے لے کر جیل خانہ کی کال کوٹھری اور میدان کارزار تک اس کی یکساں پرواز اور فاتحانہ ترکتاز ہو، اور ہر جگہ اس کی ذات محترم اور اس کی امامت مسلم ہو۔

آٹھویں صدی کے لئے ایک ایسے ہی مرد کامل کی ضرورت تھی، جو زندگی کے تمام میدانوں کا مجاہد ہو، اور جس کی جد وجہد اور اصطلاحات کسی ایک شعبہ میں محدود نہ ہوں، یہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ذات تھی، جس نے عالم اسلام میں ایک ایسی علمی و عملی حرکت اور زندگی پیدا کر دی، جس کے اثرات صدیاں گزر جانے کے بعد بھی قائم ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مشاہیر کی نظر میں

از افادات: شیخ غلام مصطفی ظہیر امن پوری

"اللہ تعالی نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اپنے دور میں علم و اصلاح اور جہاد وغیرہ بہت سی نعمتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں اپنا نظیر اور اپنی مثال خود تھے۔"

افضل العلماء محمد یوسف کوکن عمری لکھتے ہیں کہ امام موصوف کی طبیعت میں تیزی اور حدت و شدت زیادہ تھی، جب کوئی کام خلاف شریعت ہوتا ہوا نظر آتا تو بگڑ جاتے تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق یہ ریمارکس مولانا سرفراز خان صفدر نے اپنی کتاب سماع الموتی'(ص134،135) پر دیئے ہیں،

مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں:

"ابن قیم رحمہ اللہ عارف تھے اور ان کے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی عارف تھے۔"

(الکلام الحسن: ج2ص109)

آپ کے متعلق شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا یہ تبصرہ بالکل بجا ہے کہ:

"جن لوگوں نے ان پر اعتراض کیا ہے، ان کو ان کے علم کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا ہے۔"

(انوار الباری، ج14ص821)

اسی طرح ابو البقاء سبکی (777ھ) لکھتے ہیں:

واللہ یا فلان ما یبغض ابن تیمیۃ إلا جاھل أو صاحب ھوی، فالجاھل لا یدري ما یقول، وصاحب الھوی یصدہ ھواہ عن الحق بعد معرفتہ بہ'

"ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض کوئی جاہل رکھ سکتا ہے یا بدعتی، کیوں کہ جاہل جانتا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور بدعتی کو اس کی بدعت، اقرار حق سے روکے ہوئے ہے، حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔"

(الردالوافرلابن ناصر الدمشقی: ص99)

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"حافظ ابن کثیر جن کا مرتبہ مفسر محدث اور مورخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے، ابن تیمیہ کے محض شاگرد ہی نہیں، عاشق ہیں اور ان کی خاطر مبتلائے مصائب بھی ہوئے ہیں۔"

(خلافت وملوکیت، ص315)

جناب سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

"اکثر اہل بدعت حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن القیم کی رفیع شان میں بہت ہی گستاخی کرتے ہیں، مگر حضرت ملا علی القاری الحنفی ان کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں، کان من اکابر اہل السنۃ والجماعۃ و من اولیاء ہذہ الامۃ" کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن القیم رحمہ اللہ دونوں اہل سنت والجماعت کے اکابر میں اور اس امت کے اولیاء میں تھے۔"(جمع الوسائل: جلد1 ص208 طبع مصر)"

(باب جنت، ص29)

مفتی تقی عثمانی صاحب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رسالہ مقدمہ فی اصول التفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصول تفسیر کے موضوع پر علامہ ابن تیمیہ کا شہرہ آفاق رسالہ ہے۔۔۔۔۔۔جو اصول ابن تیمیہ نے اس میں بیان فرما دیئے ہیں، اگر ان کی رعایت کر لی جائے تو تفسیر قرآن کے معاملے

میں گمراہی سے بالکل امن ہو جاتا ہے۔

(تبصرے:ص470)

مزید ان مشاہیر علماء سے بھی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی انتہائی خوب صورت الفاظ میں توثیق ثابت ہے۔

(1)علامہ ابن ابی العز حنفی(792ھ)

الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ۔

(التنبیہ علی مشکلات الهدایہ:جلد3ص1301)

(2)ابن نجیم حنفی(970ھ)

الحافظ عالم العرب ابو العباس بن تیمیہ

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق:جلد1ص86)

(3)ابن نجیم حنفی(م:1005ھ)

شیخ الاسلام، تقی الدین بن تیمیہ۔

(النهر الفائق شرح کنز الدقائق:جلد3ص326)

(4)ابن عابدین شامی حنفی(1252ھ)

شیخ الاسلام، تقی الدین احمد بن تیمیہ۔

(فتاوی شامی جلد4ص233)

(5)علامہ صنع اللہ حنفی(م:1708ھ)

تقی الدین الحرانی۔

(سیف اللہ علی من کذب علی اولیاء اللہ:ص63)

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

پروپیگنڈہ

ام فوزان

ذاکر نائیک اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کبھی کبھی آپ کے خلاف منفی پروپیگنڈہ بھی آپ کے بہتر ہوتا ہے

سناتے ہیں کہ ایک بار کسی جگہ بریلویوں نے میرے خلاف پمفلٹ چھپوا کر پھیلائے اور غیر مسلموں کو تاکید کی کہ اس شخص کے پروگرام میں نہ جانا

پروگرام میں جب چند نوجوان آئے اور اللہ نے ان کو ہدایت دی اسلام قبول کیا تو سنانے لگے

!ہم تو جانتے ہی نہ تھے ذاکر نائیک کون ہے

بلکہ مسلمانوں سے ہی ایسے پمفلٹ ملے کے اس کے پروگرام میں نہیں جانا

تو دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ دیکھیں تو صحیح کون شخص ہے کیا دعوت ہے

مسلمان بھی اس کی مخالفت یہ کہ کر کر رہے کہ پروگرام میں نہ جانا کہیں اس کی باتیں اثر نہ کریں اور مسلمان بن جاؤ۔۔

یہاں آئے پروگرام سنے اور اللہ نے دین حق کی طرف دل موڑ دیئے

یہی ہوا

حنیف قریشی بدعتی، مشرک نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پہ بہتان بازی کی

ان کے روحانی جانشینوں نے ان کی آل بیت سے محبت، سنت پہ پابندی، توحید اور توحید کی

دعوت کے بے شمار ثبوت پیش کر کے پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دے دیا۔

یہ دور اپنے ابن تیمیہ کی تلاش میں ہے!

گھوڑے جب زمین پر ٹاپیں مارتے تو گرد و غبار کا ایک بادل سا اٹھتا، نعروں کی گونج سے آسمان کا سینہ چیر اجارھا تھا، سخت کوش، تنومند تاتاری کمانیں کھینچے ھوئے تھے عربی گھوڑوں پر ان کہ کسے ھوئے بدن ایک عجب منظر پیش کرتے جس کو دیکھنے سے ہی دلوں پر ھیبت طاری ھو جاتی !، کثرت تعداد، جنگی مہارت، دلیری و شجاعت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا

شامی و مصری مسلمان لشکریوں کہ دلوں میں ایک وحشت کا عالم تھا یہ لشکر جو کہ تاتار کہ جم غفیر کا سامنا کرنے کہ لیے بڑی مشکل سے جمع کیا گیا تھا اس کو اپنی جیت کا یقین نہ تھا !

مگر ایک پنتیس چالیس سال کا نحیف سا شخص جس کہ چہرے پر ایک عجب سی چمک تھی بجلی کی کوندے کی طرح لپک رھا تھا !

اس پر نظر پڑتے ہی لشکریوں کا اضطراب جیسے دور سا ھو جاتا !

وہ ہر دستے کہ سامنے سے گھوڑا دوڑاتا ھوا گزرتا اور قسما و حلفا کہتا" کہ آج فتح تمھاری ھو گی"۔

اس قید یافتہ، نحیف نراز شخص کہ وجود سے ایک عجب وقار جھلکتا، اس کہ الفاظ میں عجب جادو تھا، جنگ کہ لیے تیار ہر دستہ اس کہ قریب آکر درخواست کرتا

اے شیخ اب تیمیہ آیئے ھمارے ساتھ کھڑے ھوں، دیکھیں ہم جانثار ھیں آپ کی حفاظت بخوبی کریں گئیں، مگر اس پر ایک عجب حال طاری تھا اتباع سنت کا امام کہتا نہیں، رسول اللہ کی سنت ھے کہ بندہ اپنے قبیلے کہ ساتھ ہی کھڑا ھو !

اس کو ہر بات کی فکر تھی، وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ آج شقحب کہ میدان میں شکست کا مطلب ، مسلمانوں کی عظیم بربادی ھے، وہ اس لشکر کا امیر نہ تھا، مگر لشکر کا عسکری جزبہ اسی کا مرھون منت تھا، رات کی خاموش تنہائیوں میں یہ اللہ کہ سامنے گڑ گڑا تا رھا تھا کہ "مالک لاج رکھنا"۔

یہ لشکر جو کہ تاتاریوں کی ھیبت سے لرزاں تھا اسی کی مساعی کی وجہ سے اکھٹا ھوا تھا

جنگ کا مرحلہ قریب آرھا تھا، تاتاریوں کا لشکر صف بندی کر چکا تھا،

رمضان کا مھنیہ بھی کفر و اسلام کی اس جنگ کو دم سادھے دیکھ رھا تھا، ابن تیمیہ نے اپنے گھوڑے کو لشکر کا چکر مکمل کرنے کہ لیے پھر ایڑ لگائی اس دفعہ ان کہ ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ اہل لشکر کہ سامنے کھاتے جاتے اور سنت یاد دلواتے جاتے کہ دشمن کہ مقابلے میں اگر کمزوری کا خدشہ ھے تو روزہ کھول لو! آج اگر کسی بھی جسمانی کمزوری کی وجہ سے کفر غالب آگیا تو روزے کا فائدہ نہ ھو گا!

معرکہ شروع ھو گیا، تاتاری پے درپے آگے بڑھے، ان کہ پہلے حملے نے ہی مسلمانوں کی صفوں کو چیر کر رکھ دیا، بزدل پیٹھ دکھا کر بھاگے، یہ حالت دیکھ کر مصر کہ حکمران ناصر بن قلاوون نے حکم دیا کہ اس کہ گھوڑے کو زنجیروں سے باندھ دیا جائے۔ اور اللہ کہ ساتھ میدان جنگ میں موت تک لڑنے کا عہد کیا۔

امیر حسام الدین دیوانہ وار آگے بڑھے اور تاتاریوں کی صف چیرتے ھوئے شہید ھو گئے، استاد دارالسلطان نے آٹھ امراء سمیت موت پر بیعت کی اور اور اپنا وعدہ پورا کر دیا، صلاح الدین بن ملک کی شان ہی نرالی تھی امیر ھونے کہ باوجود سپاہیوں سے بھی آگے جا کر لڑ رھے تھے !

شامی لشکر میں ابن تیمیہ کی شان ہی نرالی تھی، یہ قلم و تقریر کا مجاہد آج تلوار ہاتھ میں تھامے شہادت کی تلاش میں سرگرداں تھا! بار بار اپنے شامی ھمسازوں کو کہتا کہ مجھے اس جگہ لے چلو "" جہاں پر موت ناچ رھی ھو

شامی جانباز اس کو دیکھ کر ھمت پکڑتے شاھیںوں کی طرح جھپٹتے اور چیتوں کی طرح دشمن کہ اجسام میں اپنی تلواریں پیوست کر دیتے، معلوم نہیں کہ ابن تیمیہ نے اس دن کیا نعرے لگائے ھوں گئیں مگر اس کا اندازہ ضرور ھے کہ جب یہ مرد حق نعرہ لگا کر حملہ آور ھوتا ھو گا تو ایک جم غفیر لیبیک کہتا ھوا شیر کی طرح حملہ کرتا ھو گا!

علماء وامرائے اسلام کی یہ بہادری دیکھ کر فوجیوں کہ دل ٹھہر گئے، شیر کی طرح پلٹے اور مناجیق کے پتھروں کی طرح تاتار کہ اوپر برس گئے، شام سے پہلے جنگ کا فیصلہ ھو گیا،

تاتار کہ خاقان، قازان کو جب اس شکست کی خبر پہنچی تو اس کی دماغ کی شریان پھٹ گئی اور وہ بھی واصل جھنم ھوا !!!

میرے دور کے ابن تیمیہ کہاں ہیں؟

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مولانا شبلی کی نظر میں

مولانا شبلی نعمانی رح فرماتے ہیں:

اسلام میں سیکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء، فضلاء، مجتہدین، ائمہ فن اور مدبّرین گذرے "
"لیکن مجدد بہت کم پیدا ہوئے۔

: مجدد کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں

مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب کر دے۔-1
جو خیال اس کے دل میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو؛ بلکہ اجتہادی ہو۔-2
جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں، جان پر کھیلا ہو، سر فروشی کی ہو۔-3

تیسری شرط اگر ضرور قرار نہ دی جائے تو امام ابو حنیفہ رح، امام غزالی رح، امام رازی، شاہ ولی اللہ صاحب اس دائرے میں آسکتے ہیں لیکن جو شخص رفارمر (مجدد) کا اصلی مصداق ہو سکتا ہے وہ علّامہ ابن تیمیہ رح ہیں۔
"مجدد کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علّامہ پائی جاتی ہیں، اس کے نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔

(مقالات شبلی مجلد 5)

مولانا غلام رسول مہر اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ

مولانا غلام رسول مہر رح نے یہ کتاب (سیرت امام ابن تیمیہ) 1925ء لکھی اور یہ مولانا کی پہلی کتاب تھی اور مولانا رح نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کی کتابیں پڑھنے کے شوق میں عربی سیکھی تھی، اور ان کی تقریباً ساری کتابیں پڑھ لیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے چڑنے والے لوگ

بدعتی ہمیشہ سے امام ابن تیمیہ ؒ سے چڑتے آئے ہیں۔

یہاں تک کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا انتقال ھوگیا تو دمشق کی مرد وخواتین بچے بوڑھے اور جوان سب ان کے جنازے میں شریک ھوگیے یہ دمشق کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ صرف دمشق کی جامع مسجد کا امام نہیں آیا کیونکہ وہ بدعتی تھا۔!

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو خراج عقیدت

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"جس کسی کے پاس ابن تیمیہ، ابن قیم، امیر صنعانی اور امام شوکانی کی کتب موجود ہیں، یہ اس کی دنیاو آخرت کی سعادت مندی ہے اور ان کتب کے بعد اس کو متقدمین ومتاخرین کی کتب کی ضرورت نہیں ہے۔

کتاب: ابجد العلوم للسید صدیق حسن خان القنوجي رحمہ اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان مجلد ۱۳ الصفحۃ ۵۲

ایک جگہ فرماتے ہیں:

انا لا اعلم بعد ابن حزم مثله

"میں نے امام ابن حزم کے بعد ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسا کوئی دیکھا ہی نہی۔"

مزید فرماتے ہیں:

"ومجدد ایں مائۃ (ہفتم) شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی وحافظ ابو بکر محمد بن القیم الجوزی ست وتجدید ایں ہر دو بزرگوار کاری کرو کہ مثل آن از سلف وخلف معہود نیست کتب ودفاتر اسلام وتواریخ وسیر از احوال ایشان مشحون ست۔"

ابن تیمیہ وابن قیم رحمہا اللہ ساتویں صدی کے عظیم مجددین ہیں، ان دونوں کی سی تجدید "
سلف وخلف میں سے کسی نے نہیں کی، تاریخ وسیرت اور دیگر کتب اسلام ان دونوں کے
"حالات و(کارناموں) سے بھرپور ہیں
حجج الکرامة فی آثار القیامة للسید صدیق حسن خان القنوجي، مطبع شاہ جہانی، بھوپال ۱۲۹۱ھ، ص
۱۳۶۔۱۳۷

سبکی کا امام رحمہ اللہ کے متعلق تبصرہ

ابو البقاء سبکی (777ھ) فرماتے ہیں:

واللہ یا فلان ما یبغض ابن تیمیة إلا جاهل أو صاحب هوى، فالجاهل لا یدري ما یقول، وصاحب الهوى یصده هواه عن الحق بعد معرفته به

" ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض کوئی جاہل رکھ سکتا ہے یا بدعتی، کیوں کہ جاہل جانتا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور بدعتی کو اس کی بدعت، اقرار حق سے روکے ہوئے ہے، حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔

(الرد الوافر لابن ناصر الدمشقی: ص 99)

حافظ سراج الدین بزار کی گواہی

امام ابن تیمیہؒ-حب رسول ﷺ میں بے مثل ولا ثانی شخصیت! محدث حافظ سراج الدین البزارؒ امام ابن تیمیہؒ سے متعلق فرماتے ہیں:" خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کا اتنا ادب واحترام کرنے والا اور آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کے دین کی نصرت کی حرص رکھنے والا ابن تیمیہؒ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا"

(الاعلام العلیہ فی مناقب الامام ابن تیمیہؒ للبزارؒ)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا امام رحمہ اللہ کے متعلق نظریہ

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" جن لوگوں نے ابن تیمیہ رح پر اعتراض کیا ہے، ان کو ان کے علم کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا ہے۔"

(انوار الباری، ج14 ص821)

امام ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ کا تبصرہ

فرماتے ہیں:

زمانے نے ان سا نہیں دیکھا اور نہی انکی اپنی آنکھ نے اپنے جیسا کوئی دیکھا اور میں نے کسی کو بھی ان سے بڑھ کر قرآن و سنت کا عالم و پیرو نہیں پایا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ

ملا علی قاری حنفی نے ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمھا اللہ کے بارے میں لکھا:

" ومن طالع شرح منازل السائرين تبين أنهما كانا من أكابر أهل السنة والجماعة ومن أولياء هذه الأمة"

جس نے منازل السائرین کی شرح کا مطالعہ کیا تو اس پر واضح ہو یا کہ وہ دونوں (ابن تیمیہ اور ابن القیم) اہلِ سنت والجماعت اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج1 ص207)

امام ابن تیمیہؒ-ہر فن مولا

شیخ تقی الدین دقیق العید (م702ھ) جو امام ابن تیمیہؒ کے معاصر تھے، ان سے ایک ملاقات کے بعد فرماتے ہیں:

" جب ابن تیمیہؒ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ تمام علوم اس شخص کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جو چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے ! "

بزبان تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی نے حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم دونوں کے بارے میں کہا:

"یہ سب نیک تھے اور نیت سب کی حفاظت دین کی تھی"۔

(ملفوظات ج 26 ص 287)

مدح ابن تیمیہؒ بزبان حافظ ذہبی رحمہ اللہ

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (م 748ھ) امام ابن تیمیہؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

" انہوں نے سنت خالصہ اور طریقہ سلف کی نصرت میں ایسے دلائل، مقدمات اور وجوہ قائم کیے جن میں وہ منفرد ہیں۔ کسی نے ان سے پہلے ایسے دلائل و مقدمات قائم نہیں کیے! "

(الدرۃ التیمیہؒ فی سیرۃ التیمیہؒ للذہبیؒ)

دشمن میرا کیا بگاڑ لے گا؟

تحریر: میمونہ کلیم فاطمہ شاہ

ابن تیمیہ "رح فرماتے ہیں"

دشمن میرے ساتھ کیا کر سکتے ہیں؟؟"

میری جنت میرے دل میں ہے

اگر تم لوگ مجھے جیل میں ڈالو گے، میں اللہ کا ذکر کروں گا

اگر مجھے میرے وطن سے دربدر کرو گے، میں اللہ کی تخلیق میں تدبر کروں گا

اگر میری گردن اڑا دو گے، میں شہید ہوں گا

تم میرے ساتھ کر بھی کیا سکتے ہو؟

" .کیونکہ میں اس دنیا تک محدود نہیں. میں آخرت کے لیے جی رہا ہوں

امام ابن تیمیہ!

کاش آپ آج زندہ ہوتے ہوتے تو دیکھتے کفر کس طرح پھر مسلمانوں کے خلاف "مقدس جنگ "کیلئے متحد ہے. یہودی، رافضی، عیسائی، ہندو، ملحد، چپٹی ناکوں والے چینی.....سب یکجا ہو کر امت مسلمہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں. کفر کا اتحاد ہمارے خلاف ایک تیسری عالمی جنگ کی بنیاد رکھ چکا ہے

کاش آج کوئی عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہوتا

کوئی ابن تیمیہ، کوئی صلاح الدین ایوبی، کوئی محمد بن قاسم .... کوئی تو ہوتا تو آج یہ امت یوں یتیم نہ ہوتی۔

بھائی وہ شیخ الاسلام تھے

ابو بکر قدوسی

بہت رسان سے لہجے میں انہوں نے جب یہ کہا تو میرے بڑھتے قدم تھم گئے - میں اس روز مفتی غلام سرور قادری مرحوم سے ملنے ماڈل ٹاؤن ان کے مدرسے گیا تھا - رخصت کے وقت وہ میرے ساتھ اپنی شان دار لائبریری کے داخلی دروازے تک آئے - یہ میرا اکرام نہیں تھا ، میرے والد محترم سے ان کے تعلق کا اظہار تھا - مفتی صاحب بریلوی مکتب فکر کے بہت سنجیدہ اور پڑھے لکھے عالم تھے - بہت بڑی لائبریری کے مالک -
اپنے بے حد مہذب اور میٹھے لہجے میں کہہ رہے تھے :

" ہاں میرے بریلوی بھائی مجھ پر اعتراض داخل کرتے ہیں گاہے الجھتے ہیں کہ آپ ان کو شیخ الاسلام کیوں کہتے ہیں - میں کہتا ہوں کہ بھائی، وہ شیخ الاسلام تھے، شیخ الاسلام ہیں، میرے انکار سے بھلا امام ابن تیمیہ کا اعزاز کوئی چھین سکتا ہے" -

کھٹکتا ہوں دل یزداں میں کانٹے کی طرح

شام میں جب پہلا جہاد شروع ہوا 80 کی دہائی میں تو روافض جس بھی بندے کو پکڑتے اس سے امام ابن تیمیہؒ کی کوئی کتاب برآمد ہوتی، یہ جاہل سمجھے کہ شائد جو تحریک چل رہی ہے اسکے پیچھے امام ابن تیمیہؒ نامی کوئی شخص ہے انہوں نے ریلوے سٹیشنوں، بس اڈوں پر امام ابن تیمیہؒ کو پکڑوانے کے لیے باقاعدہ انعامات کے اعلان کے ساتھ پوسٹر آویزاں کر دیئے

بحوالہ شیخ مقبل بن ھادیؒ

میں کہتا ہوں کہ ان مسلمان فرقوں کو چھوڑو آج بھی جا کر روافض کو پڑھو کفار کو پڑھو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے خلاف ابن تیمیہؒ کھڑا ہے۔

عالم اسلام میں ایسی شہرت بھی کبھی کسی کو حاصل ہوئی ہو گی۔

ہے دشمنی میں بھی ظرف ایسا جو دوست ہوتے کمال ہوتے

شاہ رخ خان

شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں نے استاد محترم کو ان کے ایک بہت بڑے دشمن کی موت کی خوشخبری دی، اس دشمن کی جانب سے شیخ رحمہ اللہ کو بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا، لیکن میں نے جب اس کی موت کی خوش خبری سنائی تو شیخ نے مجھے فوراً ڈانٹ دیا، پھر اس شخص کے گھر کی طرف چل دیئے، گھر والوں سے اظہار تعزیت کیا اور فرمایا: مزید کسی معاملے میں میری ضرورت ہو تو حاضر رہوں گا، یہ سن کر اس شخص کے گھر والوں پر خوشی اور طمانیت کی لہر دوڑ گئی۔ مدارج السالکین: 1/ 329

ہمارے اسلاف ایسے ہی تھے، اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسلاف کا پرتو، شاید یہی وجہ تھی کہ بقول ابن قیم رحمہ اللہ

کہ لوگ کہا کرتے تھے اے کاش ہمارے دوستوں کا ہمارے ساتھ ایسا رویہ ہووے، جیسا کہ " ابن تیمیہ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ ہے۔'۔

ہو سکے تو ان کی مثال پیدا کر

امام الہند کا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نام خراج عقیدت

امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ؛ سچ یہ ہے کہ متاخرین میں یہ فضیلت اللہ تعالی نے صرف حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے ارشد تلامذہ میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے لیے مخصوص کردی تھی کہ حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمال حقیقی کو بے نقاب کر دیں۔ اور جو پردے متاخرین نے یکے بعد دیگرے ڈال دیے ہیں ان کو اللہ کی بخشی ہوئی قوت مجددہ و مصلحہ سے چاک چاک کر دیں۔ چنانچہ تاریخ اسلام کے ان عظیم الشان انسانوں نے اقسام القرآن کی اس حقیقت کو جابجا واضح کیا ہے اور موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہ ہے جس کے دل کو اللہ تعالی ان مصلحین حقیقی کے فہم و درس کیلئے کھول دے کہ ان کا نور علم مشکوۃ نبوت سے براہ راست ماخوذ تھا۔

[تفسیر سورۃ التین]

امام ابن تیمیہ کی نصیحت

إذا ما شئت أن ترضى لنفسك مذهبا

تنال به الزلفى و تنجو من النار

اگر تم اپنے لیے ایسا مذہب چاہتے ہو

جس سے تمھیں اللہ کی قرابت اور جہنم سے نجات حاصل ہو۔

فدن بكتاب الله و السنن التي

أتت عن رسول الله من نقل أخيار

تو اللہ کی کتاب سے اور بہترین جماعت کی روایت کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے قریب ہو جاو!

و دع عنك دين الرفض و البدع التي

يقودك داعيها إلي النار و العار

اور رافضیت اور بدعتوں کا دین چھوڑ دو

جس کا داعی تمھیں جہنم اور عار کی طرف لے جاتا ہے۔

و سر خلف أصحاب الرسول فإنهم

نجوم هدى في ضوئها يهتدي السار

اور صحابہ کرام ﷺ کے نقش قدم پر چلو

کیوں کہ وہ ہدایت کے نجوم ہیں جن کی روشنی میں چلنے والا سیدھی راہ پر چلتا ہے۔

و عج عن طريق الرفض فهو مؤسس

علي الكفر تأسيسا علي جرف هار

اور رافضیت کے دین سے منہ موڑلو

اس کی بنیاد کفر پر ہے جو منہدم ہونے کے قریب ہے۔

هما خطتان إما هدي و سعادة

و إما شقاء مع ضلالة كفار

یہ دو الگ الگ راہیں ہیں۔

یا تو ہدایت و سعادت ہے اور یا کفار کی ضلالت کے ساتھ شقاوت و بد بختی۔

فأي فريقان أحق بأمنه

و أهدى سبيلا عندما يحكم البار

بتاؤ کہ اگر کوئی منصف فیصلہ کرے تو

دونوں فریقوں میں سے کون امن و امان کا حق دار اور راہ راست پر ہو گا۔

أمن سب أصحاب الرسول و خالف ال

كتاب و لم يعبأ بثابت أخبار

, کیا وہ فریق جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دے

اور کتاب اللہ کی مخالفت کرے اور صحیح احادیث کو پس پشت ڈال دے؟

أم المقتدي بالوحي يسلك منهج ال
صحابة مع حب القرابة الأطهار

یا وہ جو کتاب و سنت کا تابعدار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج کا پیروکار ہے
ساتھ ہی پاکباز اہل بیت سے محبت بھی رکھتا ہے۔

(اقتباس از اعانۃ المحتاج من کتاب المنہاج: جمع وترتیب: شریف بن علی الراجحی، رافضیت ابن
تیمیہ کے اقوال کی روشنی میں: ترجمہ ابوالمکرم عبدالجلیل۔ ص ۱۵ تا ۱۷)

جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ایک دفعہ رمضان المبارک میں جیل جانا پڑا، وہاں جیل کے احوال ان کے رفیق درس شیخ علم الدین نے کچھ یوں بیان کئے ہیں، فرماتے ہیں:

"شیخ جب مجلس میں پہنچے تو دیکھا کہ قیدی لہو و لعب اور تفریحات میں مشغول ہیں، اور اسی طرح اپنا دل بہلاتے اور وقت کاٹتے ہیں، شطرنج، چوسر وغیرہ کا زور ہے۔ نمازیں بے تکلف قضا ہوتی ہیں، شیخ نے اس پر اعتراض کیا، اور قیدیوں کی نماز کی پابندی، اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اعمال صالحہ، تسبیح واستغفار اور دعا کی طرف متوجہ کیا اور سنت کی تعلیم اور اعمال خیر کی ترغیب شروع کر دی، یہاں تک کہ علم و دین کی ایسی مشغولیت شروع ہو گئی کہ یہ جیل خانہ بہت سی خانقاہوں اور مدارس سے زیادہ بارونق اور بابرکت نظر آنے لگا، لوگوں کو ان کی ذات سے ایسا تعلق اور جیل کی اس دینی زندگی سے ایسی دلچسپی ہو گئی کہ بہت سے قیدی رہائی پانے کے بعد بھی جیل چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے تھے بلکہ انہیں کی خدمت میں رہنا پسند کرتے تھے۔

الکواکب الدریہ:181

یہ حسن کردار کی خوبی ہے کہ لوگ جیل تک میں صرف اس لئے رہتے ہیں کہ یہاں ابن تیمیہ ہوتے ہیں، کیا ہے کوئی مثال بدعت کے کارخانوں میں ایسے اخلاق و کردار کی؟

قفس میں رہتے رہتے ہو گئی ہے قید سے الفت
میں خود ہی نوچ لیتا ہوں میرے جب پر نکلتے ہیں

اشعار در مدح ابن تیمیہ

انکی تعریف کرنے والے انکی کیا تعریف کرسکتے ہیں!؟

جب کے انکی صفات حصر و شمار سے باہر ہیں

وہ اللہ کی ایک غالب حجت ہیں اور ہمارے درمیان اعجوبہ روزگار ہیں

وہ مخلوق کے لیے کھلی نشانی ہیں اور انکے انوار صبح کے انوار سے بڑھ کر ہیں

قاضی کمال الدین ابن الزملکانیؒ، امام ابن تیمیہؒ کے مشہور مخالف وہ ہم عصر کے امام کی مدحت میں اشعار

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی سنت رسول سے محبت

اس مقام (قبولیت و صدیقیت) کی ابتداء اتباعِ سنت سے ہے۔ اور اسکی انتہا بھی کمال اتباعِ سنت پر ہے، حدیث و سنت کے ساتھ ابن تیمیہ رح کا شغف وانہماک انکے مخالفین کو تسلیم ہے، لیکن یہ شغف وانہماک محض علمی و نظری نہ تھا، علمی اور ظاہری بھی تھا، انکے معاصرین شہادت دیتے ہیں کہ مقامِ رسالت کا جیسا ادب واحترام اور اتباع سنت کا جیسا اہتمام امام ابن تیمیہ رح کے یہاں دیکھا کسی اور کے یہاں نظر نہیں آیا۔

حافظ سراج الدین البزار قسم کھا کر کہتے ہیں:

ولا والله ما رأيت أحداً أشد تعظيماً لرسول الله صلّى الله عليه » وسلّم ولا أحرص على اتباعه ونصر ما جاء به

خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اتنا ادب واحترام کرنے والا اور آپ " " کے اتباع اور آپ کے دین کی نصرت کی حرص رکھنے والا ابن تیمیہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔ {الکواکب الدریۃ:149}

یہ چیز امام ابن تیمیہ رح پر اتنی غالب اور انکی زندگی میں نمایاں تھی کہ دیکھنے والوں کا قلب شہادت دیتا تھا کہ اتباع کامل اور سنت کا عشق اس کا نام ہے۔

علامہ عماد الدین الواسطی فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے زمانے میں ابن تیمیہ ہی کو ایسا پایا کہ نبوت محمدی حریص اور دنیا سے بے پرواہ، اور "اسکی طرف غیر متوجہ نظر آئے گا، اسکے بر خلاف انکا جو مخالف نظر آئے گا وہ دنیا کا حریص، بو "الہوس، ریاکار اور شہرت کا طالب دکھائی دے گا۔

{الکواکب الدریہ:161}

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

سنت کی نصرت کے جرم میں انکو بہت ڈرایا دھمکایا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کو" "سرخرو اور معزز کیا، اور اہل تقوی کے قلوب کو انکی محبت اور دعا کے لیے مجتمع کر دیا۔

{جلاء العینین:6}

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصنیفی خصوصیات

تحریر: ابوالحسن علی میاں ندوی

ابن تیمیہ کی تصنیفات کچھ منفرد خصوصیات رکھتی ہیں، جو اس عصر کی عام تصنیفات سے ان کو نمایاں طور پر ممتاز کرتی ہیں، اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد اور بڑے اہل علمی و ذہنی انقلابات کے باوجود وہ ابھی تک نئی نسل کے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہیں، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس عقلیت پسند اور جدت طلب دور میں وہ از سر نو مقبول ہو رہی ہیں، ان خصوصیات میں چار چیزیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:

1۔ابن تیمیہ کی تقریباً ہر تصنیف کے ناظر پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف مقاصد شریعت اور روح دین کا راز دان ہے، اس کے ہاتھ میں دین کے سرے "اطراف و اصول" آگئے ہیں، اس لئے ہر مبحث میں اس کی بحث اصولی و مرکزی، تشفی بخش، اطمینان آفریں اور موجب یقین ہوتی ہے، وہ جزئیات کے بجائے اصول پر زور دیتے ہیں، اور بحث کا اس طرح آغاز کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی دین کا مزاج اور اس کی روح ہے، اور بداہۃ واضطراراً شریعت محمدی کا تقاضہ ہے، اپنے معاصرین اور دوسرے مصنفین کے مقابلہ میں ان کے تفوق کا راز یہی مقاصد شریعت اور روح دین کی واقفیت اور ان کی کامیاب ترجمانی ہے، جو ان کی ہر چھوٹی بڑی تصنیف میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے، خصوصا جب وہ عقائد اور اہم کلامی و فقہی مسائل پر بحث کرتے ہیں۔

2۔ان کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کی کتابوں میں زندگی نظر آتی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کتابیں کسی علمی گوشہ یا الگ تھلگ جزیرہ میں نہیں لکھی گئی ہیں بلکہ عین زندگی کے میدان اور عوام کے بیچ میں لکھی گئی ہیں، ان کی کتابوں سے آسانی کے ساتھ ان کے زمانہ کا تعین کیا جاسکتا ہے، اور اس سوسائٹی کے ذہن واخلاق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، جس سے ان کا مصنف متعلق تھا۔ پھر ان کتابوں سے ان کے جذبات، جوش، پسندیدگی وناپسندیدگی کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مصنف دل ودماغ اور انسانی احساسات و جذبات رکھنے والا انسان تھا، محض آلہ کتابت یا عقل محض نہ تھا۔

ان کے طریقہ تفسیر کی بھی بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا زندگی سے ربط ہے، ان کا مصنف آیات الہی کو اپنی گردوپیش کی زندگی اور اپنے معاصر انسانوں پر منطبق کرتا ہے، اور ان آیات کے نقطہ نظر سے زندگی کا جائزہ لیتا ہے، اور اپنے ہم عصروں اور امت کے مختلف طبقوں کا احتساب کرتا ہے، وہ بتلاتا ہے کہ ان آیات وحقائق سے زندگی میں کہاں انحراف ہورہا ہے، اور اس کے کیا نتائج برآمد ہورہے ہیں، زندگی کے اس وصف نے ان کی تصنیفات کو ایک طویل زندگی، تاثیر اور دل آویزی بخش دی ہے، جو دوسری تصنیفات میں کمیاب اور اکثر نایاب ہے۔

3۔وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، اس پر اتنا مواد اور مسالہ جمع کردیتے ہیں، جو بیسیوں کتابوں اور سینکڑوں صفحات میں منتشر ہوتا ہے، ان کا یہ طرز تصنیف "جو انسائیکلوپیڈیائی طرز کہلایا جاسکتا ہے" ان کی تمام تصنیفات کا نمایاں وصف ہے، خواہ وہ نقلی مباحث پر ہوں یا عقلی مباحث پر، اس طرح ان کی کتابوں میں یکجا اتنا مواد مل جاتا ہے کہ ان کی ایک کتاب اکثر ایک کتب خانہ کے قائم مقام بن جاتی ہے، اور طالب علم کو بہت سی کتابوں سے مستغنی کردیتی ہے، اکثر اس مواد اور نقول کے پیش کرنے میں بحث کا سرا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اور مطالعہ کرنے

والا اقوال و نقول کی کثرت میں گم ہو جاتا ہے، اور اس کو بحث کا سمیٹنا مشکل ہو جاتا ہے، اس دشواری کے باوجود ان کی کتابوں کے اس افادی پہلو کی تحقیر نہیں کی جاسکتی کہ وہ متقدمین و معاصرین کے اقوال و آراء کا ایک مخزن اور اپنے موضوع پر ایک چھوٹا سا "دائرۃ المعارف" ہیں، یہ ان کا بڑا علمی احسان ہے کہ انہوں نے بہت سا قدیم علمی مواد و مسالہ محفوظ کر دیا اور بہت سے آراء وافکار کو اپنی کتابوں میں نقل کر کے ضائع ہونے سے بچالیا۔

۔ان کی کتابیں عام کلامی و فقہی تصنیفات سے اس لحاظ سے بھی ممتاز ہیں کہ ان میں اس 4 موضوع کی کتابون کی طرح خشکی، پیچید گی،اور "متون" کی شان نہیں ہے، جن میں بالعموم ہر لفظ بندھاٹکا اور قانونی ہو تا ہے، ابن تیمیہ کی تصنیفات میں سلاست، زور، عربیت، اور کہیں کہیں "بلا قصد" بلاغت وادبیت اور خطابت کی شان پیدا ہو جاتی ہے، جو ان کی کتابوں کو "جو اکثر ضخیم دفتر ہیں" دلچسپ، جاندار اور پر زور بنا دیتی ہے، خصوصاجب وہ سلف کے طریق کی ترجیح اور ان کی علمی و عملی و فکری فضیلت و تفوق پر بحث کرتے ہیں، تو ان کے قلم میں بڑا زور اور ان کی بحث میں "رجز" کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے معاصرین اور سوانح نگاروں نے ان کے حالات و کمالات کے سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ ان کی بلاغت و خطابت کا تذکرہ کیا ہے، حافظ ابو حفص کہتے ہیں :

ان کے کلام میں سیلاب کی سی روانی اور سمندر کی سی طغیانی ہوتی ہے، گفتگو کے آغاز سے " لے کر اختتام تک وہ ایسا معلوم ہو تا ہے کہ یہاں نہیں ہیں، وہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اور تقریر فرماتے ہیں، اس وقت ان پر ایسا وقار و جلال سا طاری ہو تا ہے کہ مجلس پر ایک رعب سا "چھایا ہوا ہو تا ہے۔

ان کی تصنیفات کے مطالعہ سے معلوم ہو تا ہے کہ الفاظ کی روانی اور علم کی طغیانی ان کی مجلسوں سے مخصوص نہیں، ان کا قلم بھی ان کی زبان کا شریک ہے، اقشہری نے اپنے سفر نامہ

میں اپنا یہی تاثر ظاہر کیا ہے، وہ لکھتا ہے، وقلمہ ولسانہ متقاربان "ان کا قلم اور ان کی زبان ایک دوسرے کے ہم پلہ ہیں۔"

یہ تو خوشبو ہے اسے تو پھیلنا ہے

حافظ ابن عبد الہادی ناقل ہیں:

ایک مرتبہ حلب کے ایک بڑے عالم دمشق آئے، انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے جس کا نام احمد بن تیمیہ ہے، اور وہ بہت جلد یاد کر لیتا ہے، ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان لینے کا شوق ہوا، تو وہ ابن تیمیہ کی گزر گاہ پر ایک درزی کی دکان میں بیٹھ رہے، درزی کہنے لگا کہ رکئے! وہ بچہ یہیں کہیں آتا ہو گا، اس کے مکتب کا راستہ یہی ہے، آپ تشریف رکھئے، تھوڑی دیر میں وہاں سے کچھ بچے گزرتے ہیں، یہ بچے مکتب جا رہے تھے، درزی نے شیخ کو بتلایا کہ ان میں وہ جس کے ہاتھ میں بڑی سی تختی ہے، ابن تیمیہ ہے۔ شیخ نے اس بچہ کو آواز دی، وہ آیا تو اس کی تختی لے لی، اور کہا کہ بیٹا اس تختی پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو پونچھ ڈالو، جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی 11 یا 13 حدیثیں لکھوا دیں، اور ان سے کہا کہ پڑھ لیجئے! بچہ نے اس کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا، شیخ نے تختی اٹھالی، اور کہا کہ سناؤ! بچہ پوری حدیثیں سنا دیں، شیخ نے کہا اچھا اب ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں، اور کہا کہ پڑھو، بچہ نے ایک بار غور

سے دیکھا اور پھر سنا دیا، شیخ نے یہ احوال دیکھ کر فرمایا: اگو یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا، اس لئے کہ اس زمانہ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ العقود الدریہ: ص20

یہ بچہ بڑا ہو کر ابن تیمیہ بنا۔

ایک عالم ربانی کا جاہ و جلال

عاطف بیگ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے ساتھ وفد میں ایک بندا بھی شامل تھا وہ آنکھوں دیکھا حال بیان کرتا ہے کہ

میں نے دیکھا کہ شاہ قازان (تاتار کا سلطان جسکے رعب سے دنیا کانپتی تھی) کے سامنے پہنچتے ہی عدل و انصاف کے موضوع پر گفتگو شروع کی اور اسی کے ذیل میں آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ کا حوالہ دیتے گئے، گفتگو میں لہجہ بلند ہوتا جارہا تھا اور جوش کا یہ عالم تھا کہ رفتہ رفتہ سلطان وقت کے نزدیک ہوئے جاتے تھے ادھر خود بادشاہ پر کیف طاری ہو گیا تھا شیخؒ کی گفت گو میں ہمہ تن گوش تھا اور تصویر کی صورت آپ کا بیان سن رہا تھا بت کی طرح آپ کی صورت دیکھ رہا تھا اور حیرت و استعجاب کا ایک مجسمہ معلوم ہوتا تھا سراپا توجہ بن کر سنتا، سینے

کے سانس کی آمد ورفت کے علاوہ کچھ سسکاری تک بھی زبان سے نہ بھر سکتا تھا خاموش، ساکت و مبہوت باتیں سنتا رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخؒ کی دہشت اور خوف اسکے دل و دماغ میں سرایت کر چکے ہیں بدخوئی اور بدکلامی کا ماہر خود سہما جارہا تھا انتہا یہ تھی کہ محبت بھری نگاہیں شیخ کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں آخر تاب ضبط بقیہ نہ رہا اور مجبور اور لاچار ہو کر منہ سے نکلا کہ

یہ شیخ کون ہیں؟ میری نظر سے ایسا بہادر ونڈر آدمی آج تک نہیں گزرا نہ کسی شخص کی کوئی بات میرے دل میں ایسے جاگزیں ہوئی ہے اور نہ آج تک میں کسی بھی بڑے سے بڑے بندے سے مرعوب و بے بس ہوا ہوں

چنانچہ بادشاہ کو امامؒ کے کی وجاہت، علو علم اور اعمال صالحہ کی داستان سنائی گئی امامؒ پرجوش تقریر کر کے اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ نے کہا کہ دستر خوان لگ گیا ہے آیئے ہمارے ساتھ کھانا کھایئے، امامؒ نے فرمایا کہ کھانا کھاوں جو کے تو نے مسلمین کا مال لوٹ کا پکایا؟ !ساتھ جانے والے علماء کہتے ہیں کہ ہم نے خوف سے اپنے کپڑے سمیٹ لیے کہ ابھی ابن تیمیہؒ کی گردن اڑ کر گرے گی اور خون ہمارے کپڑوں پر گرے گا، بادشاہ لاچار ہو کر بولا اچھا میرے حق میں دعا کر دیجیے

امام ابن تیمیہؒ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ یہ بادشاہ اگر تیرے دین کی سربلندی کے لیے نکلا ہے تو اسکی مدد کر اور اگر یہ مسلمین پر ظلم ڈھانے یا انکا مال چھیننے کے لیے نکلا ہے تو اسکو تباہ و برباد کر دے اور بادشاہ پر ہیبت کا یہ عالم تھا کہ وہ آمین کہی جارہا تھا

امامؒ جس بلند حوصلگی، دلیری اور خود اعتمادی کے ساتھ دربار میں تشریف لے گئے تھے اسی بلند پردازی، وقار اور عزت واحترام کیساتھ واپس آئے

جاہ وجلال ساتھ گیا اور قدم چومتا ہوا ساتھ ساتھ واپس آیا

امام ابن تیمیہؒ از ابو زہرہ المصری

کوئی تجھ سا کہاں؟

یوسف کوکن عمری

شیخ تقی الدین کی وفات کے بعد بھی ہر زمانے میں علماء کا ایک بہت بڑا گروہ ان کے خیالات کا سخت مخالف رہا، وہ ان کو بد عقیدہ، بدعتی اور گمراہ قرار دیتا تھا اور عوام کو ان کی تصنیفات کے پڑھنے سے ہمیشہ روکتا رہا، مگر ان میں کچھ ایسی کشش تھی کہ جو بھی خالی الذہن ہو کر ان کا مطالعہ کرتا ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا یا کم از کم ان کا غیر معمولی اثر قبول کر لیتا تھا، یہی وجہ ہے کہ علماء کی سخت تنبیہ کے باوجود شیخ کی تصنیفات کا دائرہ، اثر و رسوخ اور وسیع ہوتا گیا۔ جب کبھی عام علماء کو یہودیوں نصرانیوں، نام نہاد فقیہوں اور متصوفوں، شیعوں، فلسفیوں، متکلموں، منجموں اور منطقیوں کے خلاف کچھ لکھنا ہوتا تھا تو وہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور شیخ شمس الدین ابن قیم ہی کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے تھے، علمائے مخالفین بھی اکثر ان کی کتابوں کو عام لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے تھے اور خود ان سے استفادہ کرتے تھے، کیوں کہ انہیں اپنی فضیلت اور بزرگی کے قائم رکھنے کے لئے انہی دونوں اصحاب کی کتابوں سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی تھی۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وسعت علمی کا بیان

علامہ کمال الدین زملکانی کا بیان ہے:

"ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جس علم کے بارے میں سوال ہوتا، اس طرح جواب دیتے کہ دیکھنے اور سننے والا سمجھتا کہ وہ اس فن کے سوا کچھ نہیں جانتے اور یہ فیصلہ کرتا کہ ان کی طرح کوئی اس فن کا عالم نہیں، ہر مذہب وفقہ کے علماء جب ان کی مجلس میں شریک ہوتے تو ان کو کوئی نہ کوئی ایسی چیز معلوم ہوتی جو ان کو پہلے سے معلوم نہ ہوتی تھی، یہ کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے کسی سے مناظرہ کیا ہو اور بند ہو گئے ہوں، جب کبھی انہوں نے کسی شرعی یا عقلی علم میں کلام کیا تو ماہرین فن سے اور اس کے مخصوص عالموں سے بڑھ گئے۔ تصنیف میں بھی ان کو ید طولی حاصل تھا۔"

العقود الدریہ:23

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علماء اسلام کی آپ سے والہانہ محبت

عبدالوہاب سلیم

....

شیخ الاسلام کے دفاع میں لکھی گئی ایک کتاب ' الرد الوافر' کا مختصر تعارف

....

شیخ الِاسلام' مشہور لقب ہے، جو قرون اولی سے ہی علماء و محدثین اور فقہاء کے لیے استعمال ' کیا جاتا رہا، لیکن علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر یہ لقب ایسا جچا کہ انہیں کا ہو کر رہ گیا۔ ابن تیمیہ کے بعد بھی بہت سارے علماء کرام اور بزرگان دین آئے، جنہیں اس لقب سے نوازا گیا، اور آج تک یہ لقب علماء وطلبہ اپنے ممدوحین کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر ان کے لیے ذکر کرتے ہیں، گو کچھ جہلاء عصر نے خود کو شیخ الاسلام بھی کہلوانا شروع کر دیا ہے، لیکن امام ابن تیمیہ کے نام نامی کے ساتھ یہ لقب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دمکتا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کی وفات کے تقریبا ایک صدی بعد ایک حنفی عالم دین کے ذہن میں پتہ نہیں کیا سوجھی، انہوں نے یہ فتوی جاری کر دیا: ' جس نے بھی ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا، وہ کافر ہے، جس کے پیچھے نماز جائز نہیں' اس بزرگ کے ذہن میں پتہ نہیں کیا ہو گا؟ انہوں نے یہ سوچ

کیوں سوچی؟ بہر صورت اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کی یہ بات ' الرد الوافر علی من زعم أن من سمی ابن تیمیۃ بشیخ الإسلام فہو کافر' جیسی عظیم الشان کتاب کے ظہور کا باعث بنی، کتاب کے مؤلف 9 صدی ہجری کے مشہور دمشقی عالم دین محمد ابن أبی بکر المعروف ابن ناصر الدین الدمشقی (متوفی 842ھ) ہیں، یہ کتاب عرصہ دراز سے مطبوع ہے، میرے پیش نظر زہیر شاویش صاحب کی تحقیق و تخریج کے ساتھ المکتب الإسلامی سے مطبوع نسخہ ہے، جس کے صفحات کی تعداد ساڑھے تین سو سے زائد ہے۔

مؤلف کتاب کے مقدمہ میں نقل کرتے ہیں:

وَقد كَانَ النَّاس على ذَلِك زَمَانا بعده إِذْ كَانَ فيهم الْعلمَاء وَأهل الْمعرفَة بِاللَّه من الفهماء من أَرَادَ تَغْيِير الْحق منعُوهُ وَمن ابتدع بِدعَة زجروه وَإِن زاغ عَن الْوَاجِب قوموه وبينوا لَهُ رشده وفهموه فَلَمَّا ذهب الْعلمَاء من الْحُكَمَاء ركب كل وَاحِد هَوَاهُ فابتدع مَا أحب وارتضاه وناظر أهل الْحق عَلَيْهِ ودعاهم بجهله إِلَيْهِ وزخرف لَهُم القَوْل بِالْبَاطِلِ فتزين بِهِ وَصَارَ ذَلِك عِنْدهم دينا يكفر من خَالفه ويلعن من باينه وساعده على ذَلِك من لَا علم لَهُ من الْعَوام ويوقع بِهِ الظنة وَالْإِيهَام ووجد على ذَلِك الْجُهَّال أعوانا وَمن أَعدَاء

الْعلم أخدانا أَتبَاع كل ناعق ومجيب كل زاعق لَا يرجعُونَ فِيهِ إِلَى دين وَلَا يعتمدون۔

(الرد الوافر ص:7)

لوگ ایک زمانے تک اتباع کتاب وسنت اور منہج سلف پر گامزن رہے، کیونکہ ان میں علماء و اہل معرفت وفہم موجود تھے، جنہوں نے حقائق مسخ کرنے والوں کو روکا، اہل بدعت کو ٹوکا، کوتاہی وانحراف میں مبتلا ہونے والوں کی اصلاح کرتے ہوئے رشد وہدایت کی طرف متوجہ کیا، جب اہل حکمت علماء چلے گئے، تو ان کی جگہ ایسے لوگ آئے کہ ہر ایک نے خواہشات کی پیروی کی، جو چاہا دین کا حصہ قرار دیا، اس پر اہل حق سے الجھنا، اور انہیں جہل کی طرف دعوت دینا شروع کر دیا، باطل کو مزین کر کے پیش کیا، اور یوں ایک غلط فکر دین کا اس طرح حصہ ٹھہری کہ جس نے بھی اس کی مخالفت یا اس سے اختلاف کیا، کافر وملعون قرار پایا، دھوکہ دہی میں آنے والے عوام کالانعام اس رویے کی ترویج کا باعث بنے، جاہل وعلم دشمن لوگ مخلص مددگار (جیالے) ثابت ہوئے، جن کا وتیرہ ہی یہ ہے کہ ہر اونچی آواز کے پیچھے دوڑتے چلے جاتے ہیں، دین کے تقاضوں سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔

کتاب کے مقدمہ میں ردوقدح، اور مخالف کے ساتھ کیا اسلوب ہونا چاہیے، علم جرح وتعدیل کے کیا تقاضے ہیں؟ اور ائمہ جرح وتعدیل کیا شان رکھتے تھے، یہ سب باتیں ایجاز واختصار کے ساتھ ذکر ہو گئی ہیں، سبب تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد نطق فِيهِ من لَا خبْرَة لَهُ بتراجم الرِّجَال وَلَا عِبْرَة لَهُ فِيمَا تقلده

من سوء الْمقَال وَلَا فكرة لَهُ فِيمَا تطرق بِهِ إِلَى تَكْفِير خلق من الاعلام بِأَن قَالَ من سمى ابْن تَيْمِية شيخ الاسلام كَانَ كَافِرًا لَا تصح الصَّلَاة وَرَاءه وَهَذَا القَوْل الشنيع الَّذِي نرجو من الله الْعَظِيم أَن يعجل لقائله جزاه قد ابان قدر قَائِله فِي الْفَهم وأفصح عَن مبلغه من الْعلم وكشف عَن محَله من الْهوى وَوصف كَيفَ اتِّبَاعه (لسبيل الْهدى۔ الرد الوافر(ص:21

علم رجال سے نابلد، اور گفتگو کے نتائج سے انجان اور ائمہ اعلام کی تکفیر سے بے خبر ایک شخص کا کہنا ہے کہ جس نے بھی ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا، وہ کافر ٹھہرے گا، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، قائل کے اس قول نے اس کے عقل وفہم اور مبلغ علم کا پول کھول کر رکھ دیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ تعصب وھوی میں بہنے والا ہے یا کہ راہ حق کا راہی ہے؟

اس کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ کسی کو 'شیخ الاسلام' کہنے سے کیا مراد ہے؟ اور ابن تیمیہ سے پہلے کتنے ہی ائمہ اعلام ہیں جنہیں اس عظیم الشان لقب سے ملقب کیا گیا۔ اور پھر مصنف نے ان علماو کبار شخصیات کا حروف تہجی (البتہ لفظ محمد کو مقدم رکھا ہے) کی ترتیب سے تذکرہ کیا جنہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو 'شیخ الاسلام' کے لقب سے یاد کیا، جس میں انہوں نے تقریبا پچاسی 85 کے قریب شخصیات کا تذکرہ کیا ہے۔

کتاب کے محقق شیخ زہیر شاویش کے مطابق اگر استقصاء کیا جائے تو ہزاروں نام ایسے تلاش کیے جاسکتے ہیں، جنہوں نے صراحتا ابن تیمیہ کے لیے 'شیخ الاسلام' کا لقب استعمال کیا ہے، اور

اگر عمومی مدح وثنا یا دیگر القابات کی بات کی جائے تو پھر تو یہ ایک بحر بیکراں ہے۔

گویا جب بھی کسی نے اس چاند پر تھوکنے کی کوشش کی، دنیا نے اسی کا چہرہ اس کے تھوک سے لتھڑا دیکھا، جبکہ شیخ الاسلام اور ان کے علوم وفنون ہر بار بہت سارے لاعلموں کے لیے راہ حق پر آنے کا ذریعہ بن گئے۔

. رحم اللہ جمیع علماء الاِسلام رحمۃ واسعۃ

امام کون تھے؟

عبد الماجد اعوان

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی قرآن وحدیث پر مبنی تالیفات ان کے دشمنوں کو ہضم نہ "
"ہوئیں اور انہوں نے شیخ کو متشدد کہہ ڈالا

جی آپ کہہ سکتے ہیں متشدد اس شخص کو جس نے صحابہ کے دشمنوں کے نظریات کو ننگا کر دیا،
کیونکہ آپکا تو کام ہی اس شخص پر

گستاخی اور گمراہی کے فتوے لگانا ہے جو قرآن وحدیث کا عالم وعامل ہو۔ متشدد کی رٹ لگانے والو۔۔۔ تمہاری زبانیں تو زہر اگلیں گی کیونکہ بدعت وضلالت کا رد جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قلم سے ہوا، اسکی جلن تو رہے گی تمہیں اور سنو !

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "میدان تالیف" کے مایہ نازشہ سوار تھے۔

انہوں نے اپنی کئی تصنیفات میں علم عقائد کے اصول و مناہج ترتیب دیے ہیں اور اس سلسلے میں مایہ ناز ذخیرہ کتب امت کے سپرد کیا۔

اس حوالے سے ان کی نمایاں تصنیفات یہ ہیں۔

- منهاج السنة النبوية
- درء تعارض العقل والنقل
- كتاب الايمان
- الرد على المنطقيين
- العقيدة الواسطية
- العقيدة الحموية
- الرسالة التسعينية
- بيان تلبيس الجهمية
- النبوات
- شرح العقيدة الاصفهانية
- شرح حديث النزول
- بغية المرتاد فى الرد على المتفلسفة واهل الالحاد
- اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة اصحاب الجحيم
- الصارم المسلول على شاتم الرسول صلي الله عليه وسلم

- قاعدة جليلة فى التوسل والوسيلة

کا بھی اضافہ کر دیا جائے جس میں شیخ الاسلام کی بہت سی #مجموع_الفتاوی ان کتابوں میں تصنیفات یکجا کر دی گئی ہیں۔

ارے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو متشدد کہنے والو ان کے مجموع الفتاوی کو ہی دیکھ لو جو سینتیس(37) جلدوں پر مشتمل ہے اور خالصتا دین کی خدمت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اہل بیت نبی

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اپنا ایک منگولی کے ساتھ پیش آیا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ لوگ جب دمشق آئے اور ہمارے ان سے بعض مناظرے وغیرہ ہوئے تو ایک منگولی نے مجھ سے پوچھا:

آپ کا یزید کے متعلق کیا موقف ہے؟

میں نے اس سے کہا کہ ہم نہ اس سے محبت کرتے ہیں، نہ اس پر لعن طعن کرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ رجل صالح تو تھا نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں اور براہ راست ہم کسی مسلمان کو تعیین کے ساتھ کہتے نہیں ہیں۔

تو وہ کہنے لگا کہ: کیا تم اس پر لعنت نہیں کرتے؟ بھلے وہ ظالم ہو؟ بھلے وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہی کیوں نہ ہو؟

میں نے کہا کہ جب حجاج اور اس کے امثال ظالموں کا ذکر آئے تو ہم اللہ کے قرآن کے مطابق

یہی کہتے ہیں کہ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین، لیکن ہم تعیین کے ساتھ کسی پر لعنت کرنا پسند نہیں کرتے، یہ ایک اجتہادی معاملہ ہے، بعض علماء نے حجاج پر لعنت کی ہے، ہمارے نزدیک مگر احسن قول یہ ہے کہ ہم تعیین کے ساتھ لعنت نہ کرنے کو احسن فعل گردانتے ہیں۔

البتہ جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، یا ان کے قتل پر معاونت کی یا ان کے قتل پر راضی ہوا، تو اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، لایقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

کہنے لگا: کیا تم اہل بیت سے محبت نہیں کرتے ہو؟

عرض کیا: اہل بیت کی محبت کو ہم فرض وواجب سمجھتے ہیں حضور! اس پر اجر ملے گا، ہمارے نزدیک صحیح مسلم میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا، لوگو! میں آپ کے پاس اپنے اہل بیت کو چھوڑے جاتا ہوں اور اہل بیت کے سلسلے میں اللہ سے ڈر جایئے گا۔

ارے منگول! ہم تو ہر نماز میں کہتے ہیں کہ اللھم صل علی محمد، اللہ محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت کا نزول فرما، جیسے ابراہیم اور ان کی آل پر فرمایا تھا۔

تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ جو لوگ اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں، ان کے متعلق جناب کے خیالات کیا ہیں؟

عرض کیا: جو ان سے بغض رکھتا ہے، اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار پڑے۔

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آخر کو یہ سوالات کرنے کی نوبت جناب کیوں آئی؟

وہ کہنے لگا کہ سنتے تھے، اہل دمشق ناصبی ہوتے ہیں، تب میں نے ایک دم بلند آواز سے کہا: جھوٹ بولا ہے کسی نے، اللہ کی لعنت اس جھوٹے پر، رب ذوالجلال کی قسم! دمشق میں کوئی

ناصبی میں نے نہیں دیکھا، اگر دمشق میں سیدنا علی کی شان میں کوئی گستاخی کا ارتکاب کرتا تو مسلمان اس کا گریبان پکڑ لیتے، البتہ پرانے زمانوں میں بنوامیہ کے بعض لوگ سیدنا علی سے عداوت رکھتے تھے، مگر آج تو ایسا یہاں کوئی نہ ہے۔

مجموع الفتاوی:4/488

اس واقعہ میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اہل بیت سے محبت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے، اور اہل ایمان کے دلوں میں ٹھنڈ پڑ جاتی ہے، یقینا شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انسانیت کو محبت اہل بیت کا درس بڑی جراءت کے ساتھ دیا ہے، نہ کہیں مداہنت کا شکار ہوئے اور نہ مصلحت بیان حق میں آڑے آئی، بلکہ وہ تو محبت اہلبیت کا واحد سزاوار مسلک اہل سنت کو سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ ناصبی اگر سیدنا علی کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ان کے خلاف قرآن وحدیث سے استدلال لے آئے تو رافضی اس کا جواب تک نہیں دے پائیں گے، یہ شرف اللہ نے اہل سنت کو بخشا ہے کہ وہ ان کا جواب بھی دیں گے اور ان کو لاجواب بھی کر دیں گے۔ فرماتے ہیں:

اگر ایک ناصبی ایک رافضی سے سوال کر دے کہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو نعوذ باللہ کافر و فاسق تھے، انہوں نے ریاست کے لئے قتال کیا تھا، دین کے لئے قتال نہیں کیا تھا، انہوں نے اہل ملت کو قتل کیا اور جمل و صفین اور حروراء میں امت محمد ﷺ کا قتل عام کیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا علی نے کسی ایک کافر سے بھی قتال نہیں کیا، مسلمانوں ہی سے لڑتے رہے، یا اس جیسا کوئی دوسرا نواصب والا سوال کر دے۔

تو کسی کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ ان باتوں کا جواب دے سکے، البتہ اہل سنت کو یہ اعزاز مولائے کریم نے بخشا ہے کہ وہ ان نواصب کو جواب دے سکیں گے، کیوں کہ اہل سنت تمام

سابقین الاولین سے محبت کرتے ہیں۔

(مجموع الفتاوی(4 / 468

اللہ، کیا فراست بھرا تجزیہ کیا ہے، بعض اساتذہ فرمایا کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو پڑھنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا، اور یہ بات ہم نے واقعتاً آزمالی ہے، ابن تیمیہ ہر باطل کے سامنے ننگی تلوار تھے، ابن تیمیہ حق کا پرچم، ابن تیمیہ اہل سنت کی آواز اور ابن تیمیہ سلف کے فہم کے پہریدار تھے، شاید یہی وجہ ہے کہ تمام باطل گروہوں کے ہاں مبغوض آپ ہیں، اہل بدعت کو ابن تیمیہ ایک آنکھ نہیں بھائیں گے، کیوں کہ انہوں نے باطل کے استدلال کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور ان کو دفاع پر مجبور کر دیا ہے۔

تیری قامت کی درازی کا گلہ ہے سب کو
ورنہ شہر میں لوگوں سے تیرا جھگڑا کیا ہے۔

امام رحمہ اللہ کے اکثر تجزیات کی طرح مذکورہ بالا تجزیہ بھی سو فیصد نشانے پر پڑا ہے، بخدا! ہم نے اپنی زندگی میں یہ بات آزمالی ہے کہ اہل بیت یا صحابہ سے محبت کا دعوی صرف اہل سنت کا سچا ہے، رافضی نہ اہل سنت سے محبت رکھتا ہے نا صحابہ سے، اسی طرح ناصبی نہ اہل سنت سے محبت رکھتا ہے، نہ صحابہ سے۔

میری زباں کے واسطے تالے خرید لو

قصہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تاتاری بادشاہ قازان سے ملاقات کا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب تاتاری دمشق پر حملہ آور ہو چکے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا بے حد جانی و مالی نقصان کر دیا، عمائدین شہر کے مشورے یہ قرار پایا کہ ابن تیمیہ کی قازان سے ملاقات کا بندوبست کیا جائے، شیخ اس ملاقات کے کے لئے تشریف لے گئے، یہ ملاقات 3 ربیع الثانی 699 ہجری کو ہوئی، شیخ کمال الدین اس سفر میں ابن تیمیہ کے ساتھ تھے، وہ بیان کرتے ہیں:

" میں شیخ کے ساتھ اس مجلس میں موجود تھا، میں دیکھتا ہوں کہ ابن تیمیہ سلطان کو عدل و انصاف کی آیات اور اللہ ورسول کے احکامات سنائے جاتے ہیں، آپ کی آواز بلند ہوتی جاتی ہے، اور برابر سلطان کے قریب ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے گھٹنے بادشاہ کے گھٹنے سے مل جائیں، سلطان کو اس سے کچھ ناگواری نہیں ہوئی، وہ بڑی توجہ سے کان لگائے ان کی گفتگو سن رہا تھا، اور ہمہ تن متوجہ تھا، اس پر ان کا رعب ایسا طاری تھا، اور وہ ان سے ایسا متاثر تھا کہ اس نے لوگوں سے پوچھا یہ عالم کون ہیں؟ میں نے آج تک اس جیسا دلیر اور قوی القلب انسان نہیں دیکھا، اور نہ کسی نے آج تک مجھ پر اتنا اثر چھوڑا ہے، وہاں موجود لوگوں نے امام رحمہ اللہ کے کمالات علمیہ کا تعارف کروایا۔

ابن تیمیہ نے قازان سے کہا تھا کہ "میاں تمہیں مسلمان ہونے کا دعوی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھ قاضی، امام، شیخ اور موذنین بھی رہا کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود تم نے ہم مسلمانوں پر حملہ کیا، حالاں کہ تمہارے باپ دادا کافر ہونے کے باوجود ایسے اعمال سے محترز رہے، انہوں نے جو کچھ عہد کیا تھا، وہ پورا کیا اور جو تم نے عہد کیا تھا، وہ توڑ دیا، اور جو کچھ کہا تھا، اس کو پورا نہیں کیا، اور بندگان خدا پر ظلم کا بازار گرم کیا۔"

قاضی ابوالعباس کہتے ہیں:

اسی مجلس میں ابن تیمیہ اور ان کے رفقاء کے سامنے کھانا رکھا گیا، اور سب شریک ہو گئے،

لیکن ابن تیمیہ دست کش رہے، دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں نہیں شرکت کرتے؟ فرمایا کہ یہ کھانا کب جائز ہے؟ یہ تو غریب مسلمانوں کی بھیڑ بکریوں کے گوشت سے تیار کیا گیا ہے، اور لوگوں کے درختوں کی لکڑی کے ایندھن سے پکایا گیا ہے، قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی، شیخ نے ان الفاظ میں دعا کی کہ خدایا اگر قازان کا اس جنگ سے مقصد اعلائے کلمۃ اللہ تھا، تو اس کی مدد فرما، اور اگر سلطنت دنیا اور حرص وہوس ہے تو اس سے سمجھ لے۔ حیرت کی بات ہے کہ شیخ دعا کر رہے تھے اور قازان آمین کہہ رہا تھا، اور ہمارا یہ حال تھا کہ ہم اپنے کپڑے سمیٹ رہے تھے کہ اب جلاد کو گردن مارنے کا حکم ہو گا، اور ان کی چھینٹیں ہمارے کپڑوں پر آئیں گی۔

اب یہ مجلس برخواست ہوگئی، ساتھی حیران پریشان ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا بیتی؟ ابوالعباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یاشیخ آپ نے ہمیں مروانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے، ہم اب آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے، انہوں نے کہا کہ میں خود تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا، چنانچہ ہم لوگ تو روانہ ہوگئے اور وہ ذرا دیر ٹھہر کر واپس ہوئے، خوانین وامراء کو جب اس واقعہ کی اطلاع اور ان کی موجودگی کا علم ہوا ہر طرف سے انہوں نے امام کے گرد ہجوم کر لیا، پھر امام دمشق واپس آگئے، مگر اس شان سے کہ تین سو سوار ان کی رکاب میں تھے۔

اس کے مقابلہ میں ہم پر یہ گزری کہ ہمیں راستے ہی میں ایک گروہ نے حملہ کر کے ہمارے کپڑے تک اتار لئے۔

الکواکب الدریہ: ص25

آخری سہارا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو علوم قرآن سے خاص شغف تھا، اور اللہ کے ساتھ رابطہ مضبوط، خود فرماتے ہیں:

بسا اوقات میں نے ایک آیت کی تفسیر سمجھنے کے لئے سو سو تفاسیر کا مطالعہ کیا، اور مطالعہ کے بعد اللہ کے حضور گڑ گڑا دیا کہ الہا! مجھے اس آیت کا فہم عنایت ہو، اے ابراہیم کے معلم! مجھے سکھا، پھر میں سنسان اور غیر آباد مسجدوں کی طرف نکل جاتا اور پیشانی کو خاک پہ رکھ کر زبان سے یوں گویا ہوتا: اے ابراہیم کو تعلیم دینے والے ربا! مجھے سمجھ عطا فرما۔

العقود الدریہ: ص42

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اور مسئلہ تکفیر

جہالت کے غلبے اور آثار رسالت سے کم علمی کی وجہ سے متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کی

*.... تکفیر ممکن نہیں

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فإنا بعد معرفة ما جاء به الرسول نعلم بالضرورة أنه لم يشرع لأمته أن يدعو أحدا من الأموات لا الأنبياء ولا الصالحين ولا غيرهم، لا بلفظ الاستغاثة ولا بغيرها، ولا بلفظ الاستعاذة ولا بغيرها، كما أنه لم يشرع لأمته السجود لميت ولا إلى ميت ونحو ذلك، بل نعلم أنه نهى عن كل هذه الأمور، وأن ذلك من الشرك الذي حرمه الله تعالى ورسوله. لكن لغلبة الجهل وقلة العلم بآثار الرسالة في كثير من المتأخرين لم يمكن تكفيرهم بذلك حتى يبين لهم ما جاء به الرسول مما يخالفه۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کے آئے اس کی معرفت کے بعد ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے فوت شدگان میں سے کسی کو بھی پکارنا مشروع نہیں رکھا، نہ ہی انبیاء ورسل علیہم السلام کو اور نہ ہی اولیائے کرام کو اور نہ ہی ان کے علاوہ دیگر اصحاب کو، نہ لفظ استغاثہ کے ساتھ اور نہ ہی اس کے علاوہ کے ساتھ، اور نہ ہی لفظ استعاذہ کے ساتھ اور نہ ہی اس کے علاوہ الفاظ کے ساتھ، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے میت کو سجدہ کرنا مشروع نہیں رکھا اور نہ ہی میت کی جانب رخ کر کے سجدہ کرنا، بلکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام امور سے منع کیا ہے اور یقینا یہ اس شرک میں سے ہے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے لیکن جہالت کے غلبے اور آثار رسالت سے کم علمی کی وجہ سے متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کی تکفیر ممکن نہیں یہاں تک کہ ان کے لئے کھل کر واضح ہو جائے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس سے جو اس کے خلاف ہے۔

کتاب الاستغاثۃ فی الرد علی البکری، ص:411ط۔ مکتبۃ دار المنہاج،و2/629-630ط۔] دار الوطن،و2/731ط۔ غرباء اثریۃ، مصباح الظلام، ص:310-311،304ط۔وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف السعودیۃ]

.... تم کافر نہیں ہو گے، اس لئے کہ تم جُہّال ہو

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

كنت أقول للجهمية من الحلولية و النفاة الذين نفوا أن الله تعالى فوق العرش لما وقعت محنتهم أنا لو وافقتكم كنت كافرا لأني أعلم أن قولكم كفر و أنتم عندي لا تكفرون لأنكم جهال وكان هذا خطابا لعلمائهم و قضاتهم و شيوخهم وأمرائهم-

میں حلولیہ میں سے جہمیہ اور وہ لوگ جو اللہ کے عرش پر ہونے کی نفی کرتے ہیں، سے کہتا ہوں اگر میں تمہاری موافقت کروں تو کافر ہو جاؤں گا اس لئے کہ میں جانتا ہوں تمہارا قول کفر ہے اور تم میرے نزدیک کافر نہیں ہو گے، اس لئے کہ تم جُہّال ہو اور یہ خطاب ان کے علماء، قضاۃ، شیوخ اور امراء سے تھا۔

[الاستغاثۃ فی الرد علی البکری ص:253ط۔ دار المنہاج،و1/383-384ط۔ دار الوطن]

گدلے پانی کی ایک بوند اور صاف پانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

موہب الرحیم

ابن تیمیہ کے دور کے ایک شافعی عالم تھے: نور الدین ابو الحسن علی بن یعقوب البِکری. ابن تیمیہ کے مخالف تھے۔ ایک بار ابن تیمیہ پر حملہ بھی کیا اور ابن تیمیہ کے خلاف کتاب بھی لکھی. ابن تیمیہ کی کتاب؛ الرد علی البکری یا الاستغاثۃ فی الرد علی البکری اسی بِکری کے رد میں لکھی گئی کتاب ہے ___

ابن تیمیہ کے مقابلے میں ان کا علم بہت تھوڑا سا تھا حنیف قریشی اور مرزا جہملی وغیرہ کی طرح بِکری شافعی کو ان کے استاد بھی روکتے تھے کہ ابن تیمیہ پر اعتراض نہ کیا کرو تمھیں تو اچھے سے بات بھی نہیں کرنی آتی۔۔

امام ابن کثیر نے بہت دل چسپ تبصرہ کیا ہے وہ کہتے ہیں ان کی مثال اس چھوٹے سے ریت کے ٹیلے کی سی ہے جو پہاڑ کو گرانا چاہے یا اس تھوڑے سے گدلے پانی کی سی ہے جو سمندر سے مقابلہ کرنا چاہے۔۔۔

ذہبی قسم کھاتے ہیں بونے انکار کرتے ہیں

حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

بحث میں انکی گفتگو بہت تیز ہو جاتی تھی وہ اس وقت میدان جنگ کے ایک شیر معلوم ہوتے تھے ان کا رتبہ اس سے بھی بڑا ہے کہ مجھ جیسا انکی تعریف و توصیف کر کے انکی طرف توجہ مبذول کروائے !

قسم بخدا اگر میں مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان کھڑا ہو کر یہ قسم کھاوں کہ میری آنکھ نے ان سا نہیں دیکھا اور نہ ہی انکی آنکھ نے اپنا مثیل دیکھا تو یہ قسم سچی ہو گی اور مجھے اسکا کفارہ ادا نہیں کرنا پڑے گا۔

مجموع الدرر

ایک منگولی کے شیخ الاسلام سے سوال

شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ سے ایک منگولی نے مختلف سوالات کیے. ان میں دو سوالات تھے؛

-کیا آپ اہل بیت سے محبت نہیں کرتے ؟1

-جو لوگ اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں، ان کے متعلق آپکا موقف کیا ہے ؟2

: شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے پہلے سوال کے جواب میں عرض کیا

اہل بیت کی محبت کو ہم فرض وواجب سمجھتے ہیں !اس پر اجر ملے گا، ہمارے نزدیک صحیح مسلم ” میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا، لوگو! میں آپ کے پاس اپنے اہل بیت کو چھوڑے جاتا ہوں اور اہل بیت کے سلسلے میں اللہ سے ڈر جایئے گا. اور ہم تو ہر نماز میں کہتے ہیں کہ؛ اے اللہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت کا نزول فرما، جیسے ابراہیم اور ان کی آل پر فرمایا تھا“.

: دوسرے سوال کے جواب میں شیخ رحمہ اللہ نے عرض کیا

.“جو ان سے بغض رکھتا ہے، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار پڑے”

مجموع الفتاوی:4/488]-[

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا:

" ابن تیمیہ ذہانت و فطانت اور سرعت ادراک کی آخری حد کو پہنچے ہوئے تھے، علوم کتاب و سنت اور خلافیات میں آپ رئیس العلماء تھے، نقلی علوم میں آپ بحر ذخار اور علم و زہد، شجاعت، جود و کرم، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور کثرت تصانیف میں یکتائے روزگار تھے۔ اگر علم تفسیر کا تذکرہ چھڑ جائے تو آپ اس کے علم بردار تھے اور اگر فقہاء کو شمار کیا جانے لگے تو آپ ان میں مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز تھے۔ اگر حفاظ بزم آراء ہوتے تو وہ گونگے ہو جاتے اور آپ بولتے، ان کے اقوال کو رد کر کے انہیں مایوس کر دیتے اور اگر ابن سینا مجلس نشین ہو کر فلاسفہ کو آگے بڑھانے لگے تو آپ انہیں ناکام و نامراد بنا دیتے۔ ان کے عیوب و نقائص کو طشت از بام کرتے اور ان کے معائب کی پردہ داری کرتے۔

آپ عربیت اور صرف و نحو میں ماہرانہ بصیرت رکھتے تھے۔ میری زبان ان کی مدح و ستائش سے قاصر اور میرا قلم ان کی تحسین سے عاجز ہے۔ اسلیے انکی حیات و سیرت، ان کے بحوث و معارف اور طلب علم میں ان کے اسفار مجیدہ دو جلدوں میں سما سکتے ہیں۔ "

(ماخذ: الصارم المسلول علی شاتم الرسول۔ ص:30)

منہاج السنہ کیوں لکھی گئی؟

ایک رافضی عالم نے جب اپنی ایک کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنے خبث باطن کا بھرپور مظاہرہ کیا تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کے رد میں "منھاج الاعتدال فی نقض کلام اھل الرفض والاعتزال" کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل ایک کتاب تحریر کی جو لوگوں میں کے نام سے مشہور ہوئی۔ #منہاج_السنہ اور اب یہ کتاب ترجمہ کی صورت میں میرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ شیخ الاسلام، ان کے شاگرد رشید محمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ جنہوں نے اس کتاب کا خلاصہ لکھا جو کہ "المنتقی" کے نام سے مشہور ہے اور مترجم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

تاریخ اسلام کے تین کردار

بلال شوکت آزاد

میں تاریخ میں جھانکتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں یروشلم فتح ہو رہا ہے اور اس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی ہے جس کی کمان میں عالم اسلام کے دو مضبوط مگر متضاد مسالک کے مقلدین اور سلفی سب شامل ہیں اور سب کو فتح کا سہرا باندھا جا رہا ہے۔

پھر تجسس نے انگڑائی لی اور تھوڑا اور اسلامی عسکری تاریخ کو ہلکا سا دیکھا تو وہاں امام ابن تیمیہ رح جیسی عالم فاضل اور مجاہد شخصیت کا دور نظر آیا,

ان کی علمیت اور عقلیت کی فضیلت پر جتنا لکھنا چاہو کم لیکن ان کا تاتاریوں کے خلاف جہاد اور تاتاریوں کے خلاف غیر فطری اتحاد اچھنبے میں ڈال گیا۔

اور پھر آج کی اسلامی سیاسی اور عسکری حالت دیکھی تو افسوس کے آنسو چھلک پڑے اور گردن افسوس سے جھک گئی کہ کیا آج مجدد امام ابن تیمیہ رح یا انہی کے نقش پاء کا مسافر صلاح الدین ایوبی پیدا ہو گا, قیادت سنبھالے گا, اتحاد و محبت کی فضاء واپس لا سکے گا؟

سوچتے سوچتے ایک مسکراتا اور ہنستا ہوا روشن چہرہ اور مضبوط و رعب دار کردار نظر کے سامنے آ گیا جو آج بلا تفریق بلا تخصیص سب پاکستانیوں کے دل کی دھڑکن اور آنکھوں کا چین ہیں, جو ابن تیمیہ رح اور صلاح الدین ایوبی سمیت دیگر اسلاف کا جیتا جاگتا عملی نمونہ ہیں, جن کی بصیرت کا میں اس قدر قائل اور محب ہوں کہ میں اس وقت اس دور اس قرون کو خود کے

لیئے خوش قسمتی کی اعلی منزل سمجھتا ہوں جس میں مجھے اس مرد مجاہد اور عالم وفاضل مسلمان کی قیادت میں جہاد, جد وجہد کی توفیق ملی اور دین و دیندار طبقے سے جڑنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس تکون کو سمجھنا مشکل نہیں جس میں تین الگ ادوار کے تین الگ مگر ایک امت کے تین کرداروں کے نام شامل ہوں۔

امام ابن تیمیہ رح, محمد یوسف صلاح الدین ایوبی رح اور پروفیسر حافظ محمد سعید حفظ اللہ کی تکون کا مرکز قرآن وحدیث اور سیرت محمدی صل اللہ علیہ والہ وسلم اور منہج محمدی ص ہے جو دنیا و آخرت کی ہر کامیابی کے ضامن اور ہر ناکامی کے شاہد ہیں۔

اللہ ہمیں سلف صالحین اور مجاہدین اسلام کے نقش قدم پر محمدی ص طریقے سے چلنے کی ہمت و توفیق دے۔

ابن تیمیہ کہاں ملیں گے؟

کچھ مجاھد جہاد باالسیف کرتے ہیں اور کچھ مجاھد جہاد باالقلم کرتے ہیں اگر کسی نے جہاد باالسیف اور جہاد باالقلم کا حسین امتزاج دیکھنا ہو تو وہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو دیکھے اور آج کے حلوہ خوروں کے بارے میں تو علامہ اقبال رحمہ اللہ فرما کر گئے تھے

میراث میں ملی ہے انہیں یہ مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ابن تیمیہؒ کو اگر ڈھونڈنا ہو تو یہ دیکھو کے حق کو کھول کھول کر کون بیان کرنے والا ہے ابن تیمیہؒ کو آج بھی سخت ترین میدان جہاد میں اور جیلوں میں پابند سلاسل پاؤ گے۔

اور ابن تیمیہؒ کے مخالفین کو تم دیکھو گے کہ وہ حق کو چھپانے والے ہوں گے یہ نظریہ ضرورت کی آڑ میں مفادات کا تحفظ کرنے والے ریاستی مراعات سے لطف اندوز ہونے والا ٹولہ ہے۔

یہ فرق کل بھی ایسا ہی تھا اور آج بھی ایسا ہی ہے۔

قلعہ اسلام کا محافظ

اسلام میں اندرونی خطرے کا مقابلہ جن ہتھیاروں سے کیا جاسکتا ہے ان میں ایک نہایت کارگر ہتھیار شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علوم و معارف مسلمانوں میں اشاعت ہے۔اسلام کی پوری علمی واصلاحی تاریخ میں ان کے مانند دلیری وکامیابی سے کسی شخص نے شرک وبدعت کا مقابلہ نہیں کیا۔وہ صحیح معنوں میں مجدّد تھے اور بلا مبالغہ انھوں نے اسلام کی گرتی ہوئی عمارت از سر نو قائم کر دی۔

اصل شیخ الاسلام

============

تحریر: خواجہ فہد اقبال

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا لقب ہے۔ امام صاحب کے بعد یہ لقب کچھ اور لوگوں کو بھی دیا گیا اور کچھ لوگوں نے اسے خود ہی اپنے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ پر یہ لقب نہ امام ابن تیمیہ سے زیادہ کسی پر جچتا ہے، اور نہ کوئی اور اس لقب کا ان سے زیادہ مستحق ہے۔

-

میں کسی عالم سے اتنا متاثر نہیں ہوا جتنا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے متاثر ہوا ہوں۔ ان کی کتابیں پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ علم کا ایک سمندر ہے جو امڈا چلا آرہا ہے اور دلائل کا ایک دریا ہے جو بہتا چلا جارہا ہے۔

-

دینِ اسلام کا کون سا ایسا موضوع تھا جس پر آپ کی دسترس نہ ہو اور جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ تفسیر کے امام آپ ہیں، فقہ کے امام اور مجتہد آپ، فلسفہ و منطق کے ماہر آپ ہیں، عربیت اور صرف و نحو کے استاد آپ، تقابلِ ادیان کے ماہر آپ ہیں اور علمِ حدیث کے حافظ اور محدث بھی آپ۔ علمِ حدیث میں تو آپ نے اتنی مہارت حاصل کی کہ لوگ کہنے لگ گئے

کہ وہ حدیث جس کی امام ابن تیمیہ کو پہچان نہیں ہے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

ایک استاد کی استعداد کا اندازہ اس کے شاگردوں کے علم اور مہارت کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔
امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عالمِ اسلام کو امام ابن قیم، امام ابن کثیر اور امام ذہبی جیسے ہیرے تراش کر دیے۔

-

آپ نے سترہ برس کی عمر سے لکھنا شروع کیا اور تمام عمر قلم کی روانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ کے شاگرد امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا کہ آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار سے اوپر ہے۔

-

امام صاحب نے بہت سے نازک موضوعات پر بھی قلم اٹھایا اور دلیری اور بیباکی سے اپنا موقف بیان کیا۔ جس کے بعد گمراہ فرقوں اور بدعات کی پیروی کرنے والے آپ کے دشمن بن گئے۔ ان موضوعات میں اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کے مابین فرق، قبروں کی زیارت، گستاخِ رسول کی سزا، وسیلے کا عقیدہ، فلاسفہ اور منطقین کے غلط نظریات کا رد، روافض اور قدریہ کے عقیدے میں نقائص شامل ہیں۔

-

امام ابن تیمیہ کا وجود آج بھی اہلِ بدعہ وضلالہ کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتا ہے اور وہ آپ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کی مذموم کوششیں کرتے ہیں۔ لیکن ان کی کوششوں سے امام صاحب کی شہرت اور نیک نامی میں کوئی فرق نہیں آپاتا۔ بلکہ آپ کے افکار پھیلتے ہی چلے جاتے ہیں اور

اہل السنہ والجماعہ کے دلوں میں آپ کی محبت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

-

امام صاحب اپنے مخالفین کے متعلق خود فرما گئے تھے کہ:

میرے دشمن میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں، میری جنت تو میرے سینے کے اندر ہے۔ میں جہاں بھی جاؤں وہ میرے ساتھ ہوتی ہے اور مجھ سے جدا نہیں ہوتی۔ میری قید (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) میری خلوت ہے، میرا قتل شہادت فی سبیل اللہ ہے اور میری جلاوطنی اللہ کی راہ میں سیاحت ہے۔

-

امام صاحب صرف منبر و محراب تک محدود نہیں تھے بلکہ وہ عالمِ باعمل تھے۔ تاتاریوں کے ٹڈی دل کے سامنے انہوں نے جہاد کا علم بلند کیا اور میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دی۔ ظالم، جابر اور فاسق حکمرانوں کے آگے کلمۂ حق کہتے ہوئے آپ کی زبان میں کبھی لغزش نہ آئی جس کی وجہ سے آپ کو قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں حتٰی کہ آپ کا انتقال بھی جیل میں تلاوتِ قرآن کے دوران ہوا۔ وہ اس وقت سورہ القمر کی آخری آیات تلاوت کر رہے تھے۔

-

ان المتقین فی جنٰت و نھر۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

بے شک پرہیز گار باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ ایک پاک مقام میں ہر شے پر قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس۔

۔

اللہ باری تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرمائیں اور

آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔

امام کا قول زریں

مام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

القلوب تصعد إلى الله – تعالى – على قدر ما فيها من الإيمان، والمعرفة، والذكر، والخشية، والتوكل

دل اللہ کی جانب اتنا ہی لپکتے ہیں جتنا ان میں ایمان، معرفت، اس کی یاد، اس کا خوف اور توکل" ہوتا ہے۔

.ابن تيمية: الفتاوى 249/5

یہ تو میرا ناشتہ ہے

شاگرد اپنے استاد کے احوال بیان کرتے ہیں:

تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام النميري الحراني رحمہ اللہ

(661ھ - 728ھ/ 1263م - 1328م)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ جس درجے کے عالم تھے' اسی درجے کے عابد بھی تھے۔ نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ دن اچھی طرح نکل آتا۔ اس عرصے میں ذکر اذکار اور توبہ استغفار میں مصروف رہتے۔ شاگرد پوچھتا تو کہتے یہ میرا ناشتہ ہے۔ اگر میں ناشتہ نہ کروں تو میری قوت زائل ہونے لگتی ہے۔

قال ابن القيم حضرت شيخ الإسلام ابن تيمية مرة صلى الفجر، ثم جلس يذكر الله تعالى إلى قريب من انتصاف النهار،

ثم التفت إلي وقال: هذه غدوتي، ولو لم أتغدّ هذا الغداء لسقطت قوتي

((الوابل الصيب))(ص:63)).

وہ نہیں تو شیخ الاسلام کون ہے؟

عبد الماجد اعوان

قاضی شمس الدین ابن الحریری الحنفی نے تو فرمایا "ان لم یکن ابن تیمیۃ شیخ الاسلام فمن؟" کہ (اگر ابن تیمیۃ رحمہ اللہ شیخ الاسلام نہیں تو اور کون ہے؟ (البدایہ ج14ص142

اور علامہ تاج الدین السبکی کی شیخ الاسلام سے عداوت ڈھکی چھپی نہیں تاہم وہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ علامہ المزی رحمہ اللہ انہیں شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے تھے (طبقات الشافعیہ ج6ص168)

اور یہاں پیٹ کے مرض میں مبتلا مولوی شیخ الاسلام کو متشدد کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔۔۔۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر

دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

خوارج کی نمایاں بدعات، جانیئے اور پہچانیئے

ذیل میں ان کی چند نمایاں بدعات درج کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا

1۔ وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔

بخاری، الصحیح، کتاب، استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامۃ الحجۃ علیھم، 6 : 2539

2۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: تعرج الملائکۃ والروح إلیہ، 6 : 2702، رقم:6995

3۔ غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔

حاکم، المستدرک، 2 : 166، رقم:2657

4۔ عبادت میں بہت متشدد اور غلو کرنے والے ہوں گے۔

أبو یعلی، المسند، 1 : 90، رقم:90

5۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔

6۔ جس نے اپنے عمل اور غیر صائب رائے سے قرآن کی نافرمانی کی وہ کافر ہے۔

۔ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔7

عبد القاھر بغدادی، الفرق بین الفرق:73 .1}}}

}}}ابن تیمیه، مجموع فتاوی، 13 : 31 .2

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی کی تصنیفات

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے آپ کی ۵۸۲ تصنیفات کے نام گنوائے ہیں۔ تفسیر کے ضمن میں ۱۰۲' کتبِ حدیث کی ۴۱' فقہ و فتاویٰ کی ۱۳۸' اصول فقہ کی ۲۸' عقائد و کلام کی ۱۲۶ اور اخلاق و تصوف میں ۸۷ چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے آپ نے لکھے۔ آپ سے لوگوں نے بے حد احسانات و فیض اٹھایا۔ آپ کے شاگردوں میں حافظ ابنِ قیم' حافظ ابنِ کثیر ' حافظ ابنِ عبد الہادی اور حافظ ذھبی (رحمھم اللہ جمیعا) نے بہت شہرت پائی۔

اللھم اغفرلہ وادخلہ الجنۃ الفردوس وارفع مقامہ۔

دینی فتنوں کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے معارف

عبد الماجد اعوان

(1)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا

جب فتنہ رونما ہوتا ہے تو عقل مند ترین افراد بیوقوف اور سفیہ افراد فتنہ کا دفاع کرنے سے عاجز آجاتے ہیں-اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ

اکابر صحابہ کرام اپنے عہد میں فتنہ کی آگ بُجھانے اور اصل فتنہ کے ذمہ داران کو روکنے سے عاجز رہے۔

دراصل فتنوں کی شان ہی یہی ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے ,

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة

ترجمہ:-اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالم عوام تک محدود نہیں رہے گا

جب فتنہ واقع ہو جاتا ہے تو اس سے وہی محفوظ رہتا ہے جسے اللہ محفوظ کرلے

قال شيخ الاسلام ابن تيميه رحمه الله

والفتنة إذا وقعت عجز العقلاء فيها عن دفع السفهاء ؛ فصار " الأكابر رضي الله عنهم عاجزين عن إطفاء الفتنة وكف أهلها ، وهذا شأن الفتن ؛ كما قال تعالى {واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة}

" وإذا وقعت الفتنة لم يسلم من التلوث بها إلا من عصمه الله

(منهاج السنة النبوية4\343)

----

(2)

امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ عام طور سے جو (دینی فتنے) رونما ہوتے ہیں ان کا سب سے بڑا سبب صبر وبرداشت کی قلت رہا- کیونکہ فتنہ عموماً دو سبب سے واقع ہوتے ہیں

یا قلت علم

یا صبر کا کمزور ہونا

بلاشبہ جہالت و ظلم ہر شر کی اصل ہیں اور برائی کرنے والا برائی کو اپنی جہالت کے سبب انجام دیتا ہے یا اس لئے کہ اس کا نفس اس کا آرزومند ہوتا ہے- علم آجانے کے بعد جہالت چلی جاتی ہے اور صبر آجانے کے بعد خواہشات نفسانی اور شہوت کو روکا جاسکتا ہے معلوم ہوا کہ علم و صبر فتنہ کو مٹا دیتے ہیں

قال شيخ الإسلام ابن تيمية – رحمه الله

عامة الفتن التي وقعت من أعظم أسبابها قلةُ الصبر إذ الفتنة لها " سببان : إمّا ضعف العلم ، وإمّا ضعف الصبر ، فإنّ الجهل والظلم أصل الشر ، وفاعل الشر إنما يفعله لجهله بأنّه شر ، ولكون نفسه تريده ، فبالعلم يزول الجهل ، وبالصبر يُحبسُ الهوى والشهوة ، "فتزول الفتنة

(الفروع لابن مفلح 10/181).

----

(3)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک پکے سچے اہل ایمان بندے کے لئے اللہ کی طرف سے وہ چیزیں واضح ہو جاتی ہیں جو کسی دوسرے بندے کے لئے نہیں ہو تیں

اور فتنہ کے دنوں میں اس فراست ایمانی و کشف امور کا معاملہ خاص طور سے ظاہر ہو تا ہے غور فرمائیں کہ دجال باوجودیکہ اس کائنات کا سب سے بڑا جھوٹا انسان ہو گا اور اللہ تعالی اس کے ہاتھوں ہوشربا معاملات اور ایمان کو ہلا دینے والے اعمال جاری فرمائیں گے حتی کہ جو بھی اسے عام نظر سے دیکھے گا دین وایمان کے فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا- لیکن اللہ تعالی صاحب ایمان کے لئے اس کے دجل و فریب اور فریب نظری کو آشکارا کر دیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے جھوٹ اور باطل ہونے کو اعتقاد کر لے گا-".[الفرقان بین أولیاء الرحمن، واولیاء الشیطان]

فتنوں کی خوبی یہ ہے کہ سب کو گھیر لیتے ہیں لیکن صاحب سنت توفیق باری اور ایمان و توحید خالص سے ان فتن سے بچ جاتا ہے اور حق پر ثابت قدم رہتا ہے

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی نصیحت

عبدالماجد اعوان

شیخ الاِسلام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

في طريق الجنّة لامكان للخائفين وللجُبناء

فتخويفُ أهل الباطل هو من عمل الشيطان

ولن يخافُ من الشيطان إلا أتباعه وأولبائه

.. ولايخاف من المخلوقين إلا من في قلبه مرض

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ وَمَن يُضْلِلِ))

((اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

الزمر : 36

.. ألا أن سلعة الله غالية

!! ألا ان سلعة الله الجنة

جنت کے راستے میں ڈرپوک اور بزدلوں کے لیئے کوئی جگہ نہیں ہے؛

اہل باطل سے ڈرانا یہ شیطان کا کام ہے؛

اور شیطان سے وہ ہی لوگ ڈرتے ہیں جو اسکے پیروکار اور دوست ہیں؛

اور مخلوقین سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جن کے دل میں مرض ہے (یعنی نفاق)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ، الزمر:36

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرارہے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں

خبردار جان لو اللہ کا سامان تجارت بہت مہنگا اور قیمتی ہے

خبردار جان لو اللہ کا سامان تجارت جنت ہے۔

.. جعلني الله وایاکم من اهل الجنة

ذکر اور استغفار، کون سی چیز زیادہ نفع مند؟

عبدالماجد اعوان

يقول ابن القيم رحمه الله : سألت شيخ الإسلام ابن تيميه فقلت : يسأل بعض الناس : أيما أنفع للعبد التسبيح أو الاستغفار ؟ فقال : " إذا كان الثوب نقياً فالبخور وماء الورد أنفع له ، وإن كان دنساً فالصابون والماء أنفع له "

ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ بندے کے لیے کیا چیز نفع مند ہے،

ذکر یا استغفار؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب دیا: اگر کپڑے پاک وصاف ہوں تو ان کے لیے خوشبو اور عرق گلاب اچھا ہے

اور اگر

کپڑے گندے اور ناپاک ہوں تو صابن اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

[الوابل الصیب ص:124]

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم

اسلام رومن کیتھولک مسیحیت کیطرح ہو گیا تھا. مگر شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رح) نے اسکی * از سر نو تجدید فرمائی. انہوں نے جہاں اسلام میں تیزی سے قابض ہوتی بدعات و خرافات کا قلع قمع کرنے میں حتی الامکان کردار ادا کیا. وہاں علماء سوء کے جمود و تقلید سے بھی ملت کو آزاد کیا..

مصر میں تاتاریوں کی یلغار کو روکنے اور مزید تباہی کو ناکام بنانے میں بھی اسی مجاہد کی اول * العزمی نے اہم کردار ادا کیا..

بد قسمتی سے شیخ السلام کیساتھ دین اسلام کی اصل روح کیمطابق خدمت کے جرم میں))* پھر وہی ہوا جو داعیان اسلام کے ساتھ انکے اپنے کرتے آئے.. شیخ الاسلام کی زندگی کا بیشتر عرصہ قید خانے میں گزرا..

#ہفتہ_ابن_تیمیہ

مجھ کو قتل کرو زور سے کھینچو مجھ کو

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے تاتاری بادشاہ کے سامنے کہے گئے الفاظ:

إن قتلت كانت لي شهادة، وإن نفوني كانت لي هجرة، ولو نفوني إلى قبرص دعوتُ أهلها إلى الله فأجابوني، وإن حبسوني كان لي معبداً، وأنا مثل الغنمة كيفما تقلبت تقلبت على صوف.

اگر تم مجھے قتل کروگے تو مجھے شہادت کا عظیم رتبہ ملے گا, اگر مجھے جلاوطن کروگے تو یہ میرے لئے ہجرت ہوگی مجھے قبرص جلاوطن کروگے تو میں وہاں کے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دوں گا اور اللہ ضرور میری دعوت دین کو شرف قبولیت بخشے گا اور اگر مجھے قید کروگے تو وہ میرے لئے عبادت گاہ بن جائے گی۔ میری مثال اس بھیڑ کی طرح سے ہے جس پہ بہت زیادہ اون ہو, اسے جہاں مرضی سے پکڑو ہاتھ میں اون ہی آئے گی.(یہ بات محاورتاً کہی یعنی ہر طرح سے میں فائدے میں ہی ہوں۔)

الجامع لسیرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ

سیرت ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر لکھی گئیں کتب

امام ابن تیمیہؒ پر چند اردو کتب کا مطالبہ کافی دوستوں کی طرف سے سامنے آیا ہے، اس کے لیے ایک چھوٹی سی فہرست حاضر ہے ورنہ امام کی زندگی کی جہات کو سمجھنے کے لیے بہت کچھ پڑھنا پڑتا ہے

امام ابن تیمیہؒ از یوسف کوکن عمری (یہ کتاب مولانا ابو الکلام آزاد کی فرمائش پر لکھی گئی اور پی ایچ ڈی کی مستحق بھی ٹھہری، اردو میں آن لائن دستیاب ہے)

http://kitabosunnat.com/kut.../imam-ibn-e-taimiah-yousuf-kokan

امام ابن تیمیہ از ابو زہرہ المصری (مشہور ازہری مورخ و عالم، عقیدے میں اشعری ہیں اور خلق قرآن کے بھی قائل ہیں لیکن چاروں آئمہ پر بہترین مقالے قلم بند کیے جنہوں نے زبردست شہرت حاصل کی، آئمہ اربعہ کے علاوہ امام ابن تیمیہؒ کی عظمت کے سبب ان پر بھی قلم اٹھانے پر مجبور ہونا پڑا، نظریاتی مخالف ہونے کیوجہ سے پورا حق ادا نہیں کر سکے کتاب کو اگر مکتبہ سلفیہ کے حنیف بھوجیانیؒ کی تعلیقات کے ساتھ پڑھا جائے تو بہتر ہے لیکن یہ کتاب امامؒ کے بارے میں بہت کچھ جمع کر گئی ہے)

https://archive.org/details/HayaatShaikhUlIslamIbneTemia

تاریخ ابن کثیر، متعلقہ جلد جس میں ابن کثیرؒ امام ابن تیمیہؒ کا زمانہ بیان کرتے ہیں

امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید، چشم دید حالات لکھے ہیں اپنی تاریخ میں

امام ابو العاصم قاسم بن یوسف اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایک سوال پوچھنے کے بارے میں ان کی تعریف یوں لکھتے ہیں!

کہتے ہیں میں نے اپنے استاد فقیہ و امام، عالم و فاضل، بقیہ السلف، قدوۃ الخلف، علم و معرفت کے عجیب و غریب رموز و اسرار کو نہایت فصاحت و بلاغت سے بیان کرنے والے اور بلاد مشرق و مغرب کے میرے تمام ملاقاتیوں میں سب سے بڑے

علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ سے درخواست کی مجھے ایسے امر کی طرف نصیحت کریں جس سے میری دنیا و آخرت سنور جائے!!!!!

یہ تھے ایک امام کے اپنے استاد کی علمی فضیلت پہ دیئے گئے القابات!!!!

ایک اصول کا بیان

شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ؛" اہل سنت والجماعت کے اصول سے ہٹ کر روافض کے جتنے بھی اصول ہیں ان سب میں وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت کے مخالف ہیں۔"

[منہاج السنۃ النبویۃ - جلد ۴، صفحہ ۱۶]

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم

سلیم اللہ صفدر

دنیا میں بہت کم انسان ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات اور اپنے زاتی مفادات سے نکل کر کسی عظیم مقصد کے لیے مسلسل اپنی زندگی کو کھپائے رکھتے ہیں....

بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو ہوا کارخ دیکھ کر کٹی پتنگ کی طرح لہرانے کی بجائے ایک عقاب بن کر بادِ مخالف کے وار اپنے سینوں پر روکتے ہیں...

بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو حکمت عملی کا بہانہ بنا کر عقیدوں اور نظریات پر سمجھوتے نہیں کرتے....

بہت کم ایسے ہوتے ہیں نہ صرف رب کی شریعت کے حقیقی مفاہیم کو سمجھ لیتے ہیں بلکہ آگے سمجھانے کا ہنر بھی رکھتے ہیں

بہت کم ایسے ہوتے ہیں جن کو پابند سلاسل کر دیا جائے تو ان کا قلم پابند سلاسل نہیں رہتا.... رب کی توحید اور رسول اللہ کی حدیث بیان کرنے میں ہر لمحہ رواں رہتا ہے

بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بیک وقت جہاد بالنفس، جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں...

یہ دیدہ ور لوگ کبھی کبھار پیدا ہوتے ہیں اور ان کے پیدا ہونے سے قبل چمن کی نرگس و یاسمین کو سالوں تک اپنی بے نوری پہ رونا پڑتا ہے.... مگر جب یہ پیدا ہوتے ہیں تو پورے گلشن ان کی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے.

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہیں... جنہوں نے غلبہ دین کے لیے انتھک کام کیا اور ہر محاذ پر کیا. دشمن کی تلواروں، دوستوں کے تیروں اور منافقین کی سازشوں کا دیدہ دلیری سے مقابلہ کیا اور ہر موقع پر سرخرو ٹھہرے. جب تک زندہ رہے اپنے ارد گرد کی دنیا میں قرآن و حدیث کے پیغامات لوگوں کو احسن انداز پہنچاتے رہے، عالم کفر کے خلاف بر سر پیکار رہے اور جب فوت ہوئے تو وہ ان گنت کتابیں چھوڑ گئے جن کے مفہوم و تراجم آج تک ہوتے ہیں اور علمائے سلف ان کتابوں کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے ہیں. وہ بیک وقت ایک عالم دین، مربی، مدبر، سیاست دان اور مجاہد تھے. ایسا لگتا ہے جس ذات باری تعالیٰ نے وہ تمام عناصر اس جسدِ واحد میں اکٹھے کر دیئے تھے جو ہمیشہ متحرک رہنا پسند کرتے ہیں. اللہ نے ان سے اپنے دین کا اسقدر کام لیا... یہ سوچنے کی بات ہے کہ انہیں اس قدر عظیم محنت کے بدلے کس کس اجر اور انعام و اکرام سے نوازا ہو گا.

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اللہ اور رسول کے دشمن کو کوئی معافی نہیں

وقت اخیر تھا، اس امت کے کئی شیوخ کی زندگی کا عجیب سبق رہا ہے جلوس گھروں سے جنازے جیلوں سے نکلتے ہیں سو امام ابن تیمیہؒ جیل میں تھے بغیر کسی جرم کے بغیر کسی وجہ کے، بادشاہ بھی معتقد تھا لیکن جیل میں ڈالنے پر مجبور تھا کہ اسکے سوا چارہ کوئی نہیں تھا، امامؒ بیمار پڑ گئے اللہ کو ئی یہی منظور تھا کہ جس بندے کی آدھی سے زیادہ زندگی جیل میں گزری اب یہ اسکی آخری جیل ہو، "وزیر دمشق کو خیال آیا کہ جا کر معافی مانگ لے ایسا نہ ہو کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے، جیل میں ہی امام ابن تیمیہؒ کی عیادت کو جا پہنچا، معافی تلافی کے الفاظ کہے اور التجا کی کہ جو قصور مجھ سے ہوا ہے اسے معاف کر دیں، امامؒ بیماری کے باوجود گویا ہوئے میں نے تم کو بھی اور ان تمام لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے مجھ سے دشمنی کی، میرے مخالفین کو یہ علم نہیں تھا کہ میں حق پر ہوں، میں سلطان ملک ناصر کو بھی معاف کیا مجھے قید کرنے کا اسکا محرک غیر کے سبب تھا خود وہ یہ نہ چاہتا تھا اور ہر اس شخص کو معاف کیا جو مجھ سے مخالفت رکھتا تھا ہاں البتہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے دشمنی رکھنے والے کسی شخص کو معاف نہ کروں گا۔ امام ابن تیمیہ از ابو زہرہ مصری

علامہ ابن عابدین الحنفی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ

علامہ ابن عابدین الحنفی جو کہ فقہ حنفی کے بڑے امام گذرے ہیں اور در المختار پر مشہور ترین حاشیہ رد المختار انہوں نے ہی لگایا ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

ورأيت في كتاب الصارم المسلول لشيخ الإسلام ابن تيمية " الحنبلي ما نصه

کہ میں نے شیخ الاسلام الحنبلی کی کتاب الصارم المسلول میں دیکھا کہ۔۔۔

(رد المحتار علی الدر المختار "؛طبعة دار عالم الکتب 6 / 345) .

ایک جگہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا حنفیوں کے حوالے سے موقف ذکر کرنے پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ:

لم أر من صرح به عندنا ، لكنه نقله عن مذهبنا ، وهو – أي " ابن تيمية – ثبت ؛ فيقبل .

کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے (احناف میں سے) اس کی صراحت کی ہو لیکن ابن تیمیہ نے ہمارا مذہب نقل کیا ہے (اس بارے میں) اور وہ ثقہ ہیں، لیہذا بات قبول کی جائے گی۔

(ردالمحتار علی الدر المختار" 6 / 346)

تاریخ میں شیخ الاسلام کا مقام و مرتبہ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا تاریخ میں مقام ایسا ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کی تاریخ انکے بغیر مکمل نہیں ہوتی، عقیدہ کا مسئلہ ہو یا پھر فقہی مسئلہ، اصول تفسیر کا ذکر ہو یا اصول فقہ کا، عقلی دلیل دینا ہو یا نقلی۔۔۔ انکے حامی اپنی تائید میں انکا قول لاتے ہیں اور انکے مخالفین اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے انکار کرتے ہیں۔۔۔ ان کے دور میں ہی ان سے حسد کرنے والے لوگ موجود تھے اور وہ علماء بھی تھے۔۔۔ ایسے ہی ہیروں نے انھیں جیل میں نظر بند کروایا اور ان سے کاغذ اور قلم بھی چھین لیا کہ اگر اس قلم نا چھینا تو یہ ہمارا علمی منصب چھین لے جائے گا۔۔۔ لیکن روشنی چھپائے بھلا چھپتی ہے۔۔۔ پانی اپنا رستہ خود بنالیتا ہے۔۔۔ یہی شیخ الاسلام کے ساتھ ہوا۔۔۔ انھیں کبھی کسی کے سہارے کی ضرورت محسوس نا ہوئی۔۔۔ کسی شاہی خلعت کا سہارا انھیں نہیں لینا پڑا۔۔۔ ان کے دور کے نام نہاد ملاؤں نے انکی کتب جلا دیں اور انکی کتب پہ پابندی لگا دی گئی کہ ان کتابوں میں گمراہی ہے۔۔۔ نا ہی شیخ الاسلام کا رعب ایسا کہ جو ایک بار مل لے انھی کا ہو جائے۔۔۔ انکے ہمعصر، انکے شاگرد، انکے بعد آنے والے اہل علم چاہے ان سے اختلاف رکھتے ہوں یا نہیں

انھوں نے کھل کر انکی تعریف کی اور شاید ساتویں ہجری سے اب تک پیدا ہونے والی کسی شخصیت پہ اتنا نہیں لکھا گیا۔

انکے ہم عصر، انکے شاگرد اور انکے بعد میں آنے والوں نے انکی بے حد مدح سرائی کی ہے اور ایسی کی ہے کہ کسی اور کو نصیب نا ہوئی۔

غیر اللہ کے لئے ذبح کیے والے جانور یا کسی بھی کھانے کی شرعی حیثیت

مفتی حنیف قریشی جیسا کہ ایک کذاب، چرب زبان اور شاطر شخص ہے
اپنی گفتگو سے عوام کو دھوکہ دینے کی بھرپور کوشش کرتا ہے
اور جہاں نوے فیصد عوام میری طرح عربی سے لاعلم ہو
اور عربی میں گالیوں پہ بھی سبحان اللہ کہے
غلط ترجمہ کرنے والے کے لئے ماشاء اللہ، اللہ اکبر کے نعرے اور تالیاں ہوں
وہاں ایسے لوگ ہی راج کرتے ہیں

مفتی حنیف قریشی بول ٹی وی کے ایک پروگرام میں پہلے پہل تو غیر اللہ کے لئے ذبح شدہ کو حرام قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کوئی اللہ کے علاوہ نبی کے نام پہ بھی ذبح کرے وہ حرام

ہے۔

لیکن فوراہی پینترا بدلتا ہے مزارات کا دفاع کرتے ہوئے اور مزارات پہ زبح شدہ جانوروں، اور کھانوں مٹھائیوں کو جائز قرار دینے کی ناکام کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے یہ جو مزارات پہ زبح ہوتے ہیں یہ ایصال ثواب کے لئے ان بزرگوں کی طرف سے زبح کیا جاتا ہے۔

کوکب نورانی تو گیارہویں کو قرآن سے ثابت کرتا ہے فلاں سورت گیارہ نمبر آیت جس میں گیارہویں کا حکم ملتا ہے 😀 😀 😁

جس پہ خلیل الرحمن جاوید حفظہ اللہ نے خوب جواب دیا کہ قرآن تو پہلے مکمل ہو چکا تھا تب کہاں تھے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے ان کے بارے حکم دیا جاتا وہ تو بعد میں پیدا ہوئے۔۔

حالانکہ حنیف کذاب اپنے کفر و شرک کے دفاع کے لئے دین کی قرآن کی تروڑ مروڑ کر کے عوام کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے!!!

کون نہیں جانتا؟؟!!!!!

کہ مزاروں پہ یہ سب ان بزرگوں کے نام پہ مانا جاتا ہے ان کے نام کی نذر و نیاز دی جاتی ہے انہی کے نام پہ چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔

بکرا ہو چاول ہوں مٹھائی ہو

سب صاحب مزار کی رضا، خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے۔

گیارہویں کے نام پہ عوام سے پیسے لیے جاتے ہیں۔

کیوں کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے ہم گناہ گار بندے ہیں اور یہ اولیاء اللہ ہیں جن کی اللہ تک رسائی ہے جب ان کی رضا حاصل ہو گی ان کے وسیلے سے ہم اللہ تک پہنچ پائیں گے۔

آپ یہ عقیدہ ہر بریلوی سے پوچھ سکتے ہیں کہ تیرا مزار پہ آنے کا مقصد کیا ہے؟

اور قرآن کے مطابق جو بھی غیر اللہ کے لئے اس کے نام پہ زبح کیا ہو یا کوئی کھانا مٹھائی ہو حرام ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الميتتة وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ مَآ اهلَ لِغَيۡرِ الله به۔

تم پر حرام کیا گیا مر دار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔۔

اب یہاں عوام کو دو طرح سے دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے اول یہ کہ جو بسم اللہ اکبر کی بجائے
بسم محمد یا کسی بھی دوسرے نام سے زبح کرے تو حرام ہے
جبکہ قرآن کی آیت نام کا ہی نہیں کہ رہی بلکہ لغیر اللہ بھی کہا ہے یعنی اللہ کے علاوہ دوسرے کے لئے۔۔۔
ل کا معنی لئے ہے
چاہے تکبیر ہی پڑھے لیکن ارادہ کسی دربار کے بابے کی خوشنودی ہو تو یہ شرک اکبر ہے اور کھانا حرام ہے اور اس کی مزید تائید اہل عقل کے لئے اس طرح بھی ہوتی ہے یہ تو جانور تھا اس کے علاوہ جو چیزیں زبح نہیں ہوتی جیسے مٹھائی، چاول پلاؤ وغیرہ سب جب لیغر اللہ ہونگے تو شرک میں آئیں گے اور حرام ہوں گے

کیونکہ قرآن کا حکم ہے:

فصل لربك وانحر

ف__پس

صل_نماز

ل__لئے

ربک_اپنے رب کے

و_اور

انحر__قربانی کر

یہاں بھی ل لگا کر نام ہی کی نہیں بلکہ ارادے اور نیت کی پابندی لگا دی کہ جس طرح بسم اللہ اکبر کے علاوہ کچھ اور نہیں کہ سکتے ویسے ہی نیت میں یہ نہیں رکھ سکتے کہ میرا جانور، میرا کھانا، میری مٹھائی کسی بھی دوسرے کی رضا و خوشنودی کے لئے ہے!!!!!

اس لئے جو افراد نیاز رسول اللہ یا نیاز حسین و آل بیت کے نام سے کوئی بھی چیز دیتے ہیں جان لیں یہ شرک اکبر ہے اور اس کا کھانا حرام ہے

حدیث رسول اللہ بھی اس کی وضاحت کرتی ہے۔۔

خلیفہ چہارم، سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله من ذبح لغير الله

جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کچھ ذبح کرتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ ”
صحیح مسلم:1978

آخر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس کی مفصل تشریح بیان کیے دیتا ہوں کہ شیخ الاسلام مشرکوں کے دلوں میں کانٹے کے لئے کیوں چبھتے ہیں

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

فرمانِ باری تعالیٰ ہے

وما اھل لغیر اللہ بہ [المائدۃ 5 : 3] اور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے، مثلاً کہا یہ جانور فلاں کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔ جب مقصد یہ ہو تو زبان سے ادا کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی حرمت اس جانور کی حرمت سے زیادہ واضح ہے جسے گوشت کھانے کی نیت سے ذبح کیا جائے، لیکن ذبح کرتے وقت اس پر مسیح کا نام لیا جائے۔۔۔ جب مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے تو وہ جانور بالاولیٰ حرام ہے جس کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ یہ مسیح یا کسی ستارے کے لیے ہے یا ایسی نیت کرلی جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی بات کمزور ہے جو کہتے ہیں کہ غیر اللہ کے نام لے کر ذبح کیا گیا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا جانور حرام نہیں۔۔۔ اس لیے جو جانور کسی غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے، وہ حرام ہے، اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ ہی کا نام لیا جائے۔ جیسا کہ اس امت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، یہ لوگ اولیاء اللہ یا ستاروں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں اور عطریات وغیرہ کے ذریعے ان کی نذریں مانتے ہیں۔“ [اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم: 2/64]

توحید اور ابن تیمیہ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نکلے... ایک بڑے کاز کیلئے! اپنے بدترین مخالفین کے ساتھ... بلکہ انہیں گھروں سے نکالا اور لیڈ کیا... انہیں کہ جن کے عقائد دلائل وبراہین کی روشنی میں باطل تھے.... اور امام ان کارد کرتے تھے... مگر انکے ساتھ نکلے... ایک مشترکہ دشمن کے خلاف! دشمن سے ٹکرائے! عین دوران جنگ... امام کے پاس سے ایک نوجوان نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مدد کیلئے پکارا... امام کی چلتی اور دشمنوں کو چیرتی پھاڑتی تلوار رک گئی! نوجوان سے بولے... بھتیجے! ایک اللہ کو پکارو... ایک اللہ سے مدد مانگو!

سوچئے تو زرا.... دوران جنگ بھی توحید پر کوئی سمجھوتا نہیں... کوئی مصلحت نہیں! کیا اس میں ہمارے لئے کوئی سبق نہیں؟؟؟ یا پھر ہم نے صرف اپنا قد اونچا کرنے کیلئے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا لیبل اپنے ساتھ چپکا رکھا ہے۔

اظہار تشکر و امتنان

از اویس خان سواتی

بول ٹی وی پر حنیف قریشی کی بکواس کا جواب احباب نے ایک مثبت مہم کے ذریعے دینے کا ارادہ کیا...!ارادہ یہ تھا کہ "ہفتہ ابن تیمیہ" کے نام سے ایک بھرپور تحریری مہم چلائی جائے... احباب نے بہت محنت کی... گو کہ، گو کہ حق ادا نہ ہو سکا مگر یہ مہم ایک مثب عمل ہے. ورنہ جس قسم کی در فتنی حنیف قریشی نے ماری ھے... اسکا جواب بڑا سخت ہونا چاہئے تھا.

بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر ایسے واہیات الزامات کا جواب عوام کی طرف سے دس ہاتھ بڑھ کر واہیات ہوتا ہے... لیکن احباب نے کمال خوبصورتی سے مہذبانہ اور علمی انداز میں شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ کی ذات پر ایک فرقہ پرست مولوی کے رکیک حملے کا جواب دیا....!ورنہ جوابی وار کے راستے بہت تھے!

بہر حال.... تمام احباب لائق تحسین و مبارکباد ہیں. سب نے محنت کی. اللہ سب کو جزا دے... آمین.